ایک سو چودہ سوال قرآنی

آقائے حسن جمشیدی

مصباح القرآن ٹرسٹ

ایک سو چودہ سوال قرآنی

مؤلف

آقائے حسن جمشیدی

ترجمہ

مولانا محمد علی فاضل

ناشر:

مصباح القرآن ٹرسٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... ایک سو چودہ سوال قرآنی

مؤلف .... آقائے حسن جمشیدی

مترجم .... مولانا محمد علی فاضل

ناشر .... مصباح القرآن ٹرسٹ

تاریخ اشاعت .... محرم الحرام 1422

ہدیہ .... -/30 روپے

ملنے کا پتہ:

قرآن سنٹر

24- الفضل مارکیٹ، اُردو بازار لاہور۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ ناشر

قرآن مجید خدا کا کلام ہے جس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں (۱) باطل کا گزر نہیں (۲) حضرت انسان کا ہادی و رہبر (۳) انسان کی ترقی اور کامیابی کا ضامن انسان کی جسمانی اور روحانی امراض کا علاج (۴) ۱۴۱۱ سال قبل قرآن مجید کی تکمیل ہوئی یہ تکمیل صرف قرآن کی ہی نہیں بلکہ دین کو کمالیت کی سند ولایت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اعلان درغدیر خم کے بعد ملی دین کامل قرآن کامل اسلام کامل نعمت خداوندی تمام اور حفاظت دین کا بندوبست۔ (۵) تمام امور رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتمیت پر دال ہیں اب نہ کوئی اور دین آئے گا نہ نبی۔ (۶) اسلام کا آئین و دستور قرآن ہے قرآن مجید عربی زبان میں ہے غیر عربی دان بدون ترجمہ استفادہ نہیں کر سکتے ہر زمانہ میں قرآن مجید سے استفادہ ہو رہا ہے۔ کیسے کیسے مطالب و مفاہیم ادراک ہو رہے ہیں۔ ایسا کیوں نہ ہو قرآن تو وہ نور ہے جسے ہرگز گل نہیں ہونا ہے۔ (۷) ایسا گہرا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں پائی جا سکتی۔ ایسی شاہراہ ہے جس میں راہ پیمائی بے راہ نہیں کرتی۔ قرآن مجید سراسر عزت و غلبہ ہے جس کے یار و مددگار شکست نہیں کھاتے قرآن ایمان کا معدن و مرکز ہے اس سے علم کے چشمے پھوٹتے ہیں اور دریا بہتے ہیں۔ اس میں عدل کے کان اور انصاف کے حوض ہیں قرآن اسلام کا سنگ بنیاد اور اس کی اساس ہے۔ یہ ایسا نشان ہے کہ چلنے والے کی نظر سے اوجھل نہیں ہوتا۔ (۸) قرآن ایسی رسی ہے جس کے ریشے مضبوط ہیں جو وابستہ رہے اس کیلئے سرمایہ عزت اور ذریعہ صلح و امن ہے۔ 1411 سال گزرنے کے باوجود اس کی تر و تازگی میں فرق نہیں آیا استفادہ کرنے والے فائدہ اٹھاتے رہے قرآن باقی و زندہ رہا۔

زیرِ نظر کتاب ﴿قرآن کے بارے میں 114 سوال﴾ قرآن سے استفادے کی اہم کوشش ہے ان سوالات میں علمی، نظریاتی، اخلاق اور تاریخی معلومات ہیں۔ ان سوالات کے مرتب آقائے حسن جمشیدی اور مترجم حجۃ الاسلام مولانا محمد علی فاضل ہیں یہ کاوش واقعا قابلِ تحسین ہے ادارہ مصباح القرآن اس کی اشاعت کا بندوبست کر کے قرآن و قرآنیات سے محبت و مودت کا ثبوت دے رہا ہے۔ خدا کرے کہ اس کی عظمت و کامرانی میں اور اضافہ ہو۔ ملت مسلمہ کو بلاتفریق مذہب و ملت اس کتاب سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی عظمت کا ثبوت دینا چاہیے۔

حافظ سیّد ریاض حسین النقوی النجفی

پرنسپل جامعۃ المنتظر ماڈل ٹاؤن لاہور

۱۔ بقرہ آیہ نمبر ۱۔

۲۔ حم سجدہ آیہ ۴۲۔

۳۔ بنی اسرائیل آیہ ۹۔

۴۔ حم سجدہ آیہ ۴۴۔

۵۔ مائدہ آیہ ۳۔

۶۔ احزاب آیہ ۳۰۔

۷۔ زمر آیہ ۲۸۔

۸۔ نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۹۲ صفحہ نمبر ۵۵۵ ترجمہ مفتی جعفر حسین

پیش گفتار:

قرآن ایک ایسا آسمانی مائدہ ہے کہ جو شخص اس سے ریزہ چینی کے لئے آکر بیٹھے تو وہ اس سے بہرہ مند ہو کر ہی اٹھے گا جو بھی گم کردہ راہ اس کی روشنی میں سفر طے کرے گا وہ کبھی گمراہ نہیں ہوگا۔

قرآن کتاب الٰہی ہے' جو عالم بشریت کی ترقی اور تکامل کے لئے نازل ہوئی ہے تاکہ دنیا والے اس کی آیات میں فکر و تدبر کرکے "صراط مستقیم" پر گامزن ہوں اور اس کی پاکیزہ و شفاف منطق کے سرچشمہ سے اپنی پاک و پاکیزہ فطرت کے ساتھ ہدایت کے شہد بھرے جام نوش کریں۔

اسلامی انقلاب ایران کے "عشرہ فجر" کی تعلیمی و ثقافتی کمیٹی نے اس غرض کے تحت کہ خداوند کریم کا دلنشین کلام ہی دلوں کو شفا عطا فرمانے والی دوا اور جانوں کو سکون و اطمینان بخشنے والا واحد نسخہ ہے' ۱۳۷۲ ہجری شمسی مطابق ۱۹۹۳ء میں "قرآن کے بارے میں ایک سو چودہ سوالات" کے عنوان سے ایک عظیم علمی مقابلے کا اہتمام کیا۔ اس سے مقصود یہ تھا کہ دینی اور سرکاری مدارس کے طلباء کے ساتھ ساتھ دوسرے علم دوست حضرات بھی اس مقابلے میں حصہ لے کر اس انسان ساز کتاب کے بحر بیکراں سے بہرہ ور ہوں اور اس الٰہی امانت کے بلند مرتبہ مفاہیم کو معاشرے کے دوسرے طبقات تک پہنچائیں۔

چونکہ سوالات کی نوعیت ہی اس قسم کی تھی کہ قرآن کے بارے میں غور و فکر کرنے والوں اور قرآن پاک سے محبت کرنے والوں نے انہیں قرات قرآن کی نشستوں میں اور قرآن سے متعلق انجمنوں نے قرآنی محفلوں میں درس کی صورت میں پڑھانا شروع کر دیا۔ اس سے ہماری ذمہ داری میں اور اضافہ ہو گیا کہ انہیں عمومی سطح پر رائج کیا جائے تاکہ ہر شخص اس سے فائدہ اٹھا سکے' چنانچہ اگلے سال ۱۳۷۳ ہجری شمسی مطابق ۱۹۹۴ء میں انہیں روزنامہ "قدس" میں شائع کیا گیا۔

چونکہ ان سوالات کا مجموعہ قرآنی محفلوں میں مقابلے کی صورت میں پیش کیا جاسکتا ہے لہٰذا اس آسمانی کتاب کے بارے میں مسلمانوں کو مکمل معلومات بہم پہنچانے اور دیگر احباب کی دلچسپی کے لئے ان سوالات کے ساتھ ان کے جوابات بھی لکھ دیئے گئے ہیں۔ قرآن مجید کے بارے میں ایک سو چودہ سوالات کے اس مجموعہ کو سابقہ ایڈیشنوں کی نسبت قدرے تبدیلی کے ساتھ دوبارہ زیور طبع سے آراستہ کیا گیا ہے۔

اس موقعہ پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کا شکریہ ادا کیا جائے جنہوں نے اس راہ میں میری معاونت کی' میرا ساتھ دینے اور مجھے اپنے مفید مشوروں سے نوازنے سے دریغ نہیں کیا اور اس مجموعہ کی تدوین میں براہ راست یا بالواسطہ میرے ساتھ تعاون کیا ہے۔ خصوصاً" محمد رضا پوستچی جنہوں نے ان سوالات کی "عشرہ فجر" کی کمیٹی میں پیشکش کی اور منظوری دلائی نیز روزنامہ "قدس" میں اسے طبع کرانے کے لئے بھی اہم کردار ادا کیا۔

اسی طرح محترمہ خانم زہرا ذبیحی کا بھی سپاس گزار ہوں کہ جنہوں نے ان سوالات کو مرتب کرنے' دوبارہ لکھنے اور چھپنے کے لئے تیار کرنے میں سعی و کوشش کی نیز اپنی اہلیہ کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اپنی گوناگوں خانگی اور تعلیمی مصروفیات کے باوجود سوالات اور ان کے جوابات تلاش کرنے میں میرے ساتھ مکمل تعاون فرمایا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اور دوسرے تمام دوستوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔ (آمین)

حسن جمشیدی۔ مشہد مقدس

۳/ تیر ماہ ۱۳۷۴ ہجری شمسی مطابق ۲۵ محرم ۱۴۱۶ ہجری قمری

سوال نمبر۱ : قرآن مجید کی وہ کون سی سورت ہے جس کی ہر ایک آیت میں لفظ "اللہ" کم از کم ایک مرتبہ ضرور آیا ہے؟

جواب : خداوند عالم کے بہت سے نام ہیں جن میں سے ہر ایک کے ذریعے خدا کو یاد کیا جاسکتا ہے ارشاد باری ہے **"فللّٰہ الاسماء الحسنیٰ"** یعنی اللہ تعالیٰ کے لئے بہت سے اچھے اچھے نام ہیں (۱) اور ان ناموں میں سے ہر ایک نام کی اپنی صفت ہے' دعائے "جوشن کبیر" میں اللہ تعالیٰ کے بہت سے اسماء کو بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان تمام اسماء میں سے لفظ "اللہ" کا اپنا ایک خصوصی مقام ہے جسے لفظ "جلالہ" بھی کہتے ہیں۔ لفظ جلالہ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے کسی نام کی صفت قرار نہیں دیا جاسکتا لیکن دوسرے نام اس کی صفت واقع ہوسکتے ہیں۔ مثلاً **"اللّٰہ الرحمٰن"** یا **"اللّٰہ الواحد"** یا **"ان اللّٰہ غفور رحیم"** یا **"ان اللّٰہ سمیع علیم"** کہ ان مثالوں میں دوسرے نام لفظ جلالہ کی صفت واقع ہو رہے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیسے ابھی بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر اسم کی اپنی صفت ہے جو آفریدگار جہان کے لئے بیان ہوئی ہے لیکن لفظ جلالہ ذات واجب الوجود کے لئے اسم ہے (صفت نہیں) جس میں کمال کی تمام صفات پائی جاتی ہیں' لہٰذا یہ ذات کردگار کا جامع ترین نام ہے۔

محمد فواد عبدالباقی نے اپنی مشہور کتاب "المعجم المفہرس" میں لفظ جلالہ کی جو جمع آوری کی ہے اسے پیش نظر رکھتے ہوئے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں ۹۸۰ مرتبہ ذکر ہوا ہے۔

قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں میں صرف ایک سورت ایسی ہے جس کی ہر ایک آیت میں لفظ جلالہ "اللہ" کم از کم ایک مرتبہ ضرور ذکر ہوا ہے اور وہ قرآن مجید کی ۵۸ ویں سورت "مجادلہ" ہے۔

سوال نمبر۲ : قرآن مجید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کیونکر نازل ہوا؟

جواب :

قرآن مجید کے نزول کی کیفیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس مقدس کتاب کی آیات میں زیادہ سے زیادہ غور کیا جائے۔ چنانچہ سورہ آل عمران / ۷ میں فرماتا ہے "**ھوالذی انزل علیک الکتٰب منہ محکمٰت**...... " وہی (خدا) ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی اس میں کی بعض آیتیں تو محکم (بہت صریح) ہیں...... اور سورہ حدید / ۹ میں فرماتا ہے "**ھوالذی ینزل علیٰ عبدہ ایٰت بینٰت**...... "یعنی وہی (خدا) تو ہے جو اپنے بندے (محمدؐ) پر واضح و روشن آیتیں نازل کرتا ہے...... اور سورۂ محمدؐ / ۲ "**وامنوا بما نزل علیٰ محمد**" یعنی...... اور جو (کتاب) (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل کی گئی اس پر ایمان لے آئے۔ اور سورۂ بقرہ / ۱۸۵ میں فرماتا ہے "**شھر رمضان الذی انزل فیہ القران**...... "ماہ رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا......

بعض مفسرین کا یہ نظریہ ہے کہ قرآن مجید کے نزول کے بارے میں کبھی تو باب "افعال" کا استعمال کیا گیا ہے اور کبھی باب "تفعیل" کا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا نزول دو طرح سے تھا۔

۱۔ "تدریجی نزول" جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا تمام عرصہ بعثت شامل ہے یعنی خاص حالات اور مناسب موقعوں پر قرآنی آیات نازل ہوتی رہیں لہٰذا نزول کے اس مرحلے کو باب "تفعیل" کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔

۲۔ "یکبارگی نزول" کہ تمام قرآن مجید آغاز سے اختتام تک پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلب مبارک پر یکسر نازل ہوا اور نزول کی اس قسم کو باب "افعال" کی صورت میں بیان فرمایا ہے۔

علاوہ ازیں اس بات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں ہے کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کی تمام مدت بعثت کے دوران نازل ہوتا رہا یعنی کچھ آیات وہ ہیں جو مکہ میں نازل ہوئیں کچھ مدینہ میں اور کچھ حجۃ الوداع کے دوران اور کچھ دیگر مواقع پر نازل ہوئیں۔

لیکن سورۂ قدر / ا میں فرماتا ہے "**انا انزلناہ فی لیلۃ القدر**" ہم نے قرآن کو **لیلۃ القدر** میں نازل کیا یا جس طرح سورۂ بقرہ / ۱۸۵ میں فرماتا ہے "**شھر رمضان الذی انزل فیہ القران**" یعنی رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا۔

ادھر ایک طرف ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید آنحضرتؐ کے تمام عرصہ بعثت کے دوران نازل ہوتا رہا' جب دوسری طرف نگاہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق قرآن مجید شب قدر اور ماہ رمضان المبارک میں نازل ہوا تو ان دونوں صورتوں کو یکجا کرنا پڑے گا اور اس یکجائی کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہم کہیں "قرآن مجید کا ایک نزول تدریجی ہے اور ایک نزول یکبارگی ہے"

اسی طرح یکبارگی نزول کے اثبات کے لئے سورۂ طہٰ کی آیت ۱۱۴ سے بھی استدلال کیا جاتا ہے ارشاد ہوتا ہے **"ولا تعجل بالقران من قبل ان یقضی الیک وحیہ"** یعنی (اے رسولؐ!) قرآن (کے پڑھنے) میں اس سے پہلے کہ اس کی وحی پوری کردی جائے جلدی نہ کرو۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر خداؐ قرآن مجید کو پہلے سے جانتے تھے' چنانچہ جب کسی خاص موقعہ پر کوئی آیت نازل ہوتی تو قبل اس کے کہ وہ آیت فرشتے کے ذریعے مکمل ہوتی آنحضرتؐ اسے آخر تک پڑھ دیتے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بعض وجوہ کی بناء پر آنحضرتؐ کو ایسا کرنے سے روک دیا۔

علاوہ ازیں قرآن کے نزول کی کیفیت کو بیان کرنے کے لئے روایات بھی وارد ہوئی ہیں' ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے: حفص بن غیاث نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: "قرآن مجید میں ہے **"شھر رمضان الذی انزل فیہ القران"** یعنی قرآن مجید ماہ رمضان میں نازل ہوا حالانکہ یہ تو بیس سال تک رسول خداؐ پر نازل ہوتا رہا' اس کی کیا وجہ ہے؟"

امام علیہ السلام نے فرمایا "قرآن مجید مکمل طور پر ماہ رمضان میں بیت المعمور میں اتار دیا گیا اور پھر آنحضرتؐ پر بیس سال تک تدریجاً" نازل ہوتا رہا" (۲)

سوال نمبر ۳ : قرآن مجید کو نازل ہوئے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس کے باوجود اس کے موضوعات تاایں دم تازہ ہیں اور اسے جس قدر زیادہ پڑھا جائے انسان کو اس میں پہلے سے بڑھ کر لطف آتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب : اس کی کئی وجوہات ہیں۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ یہ ایک معجزہ ہے اور اسے نازل ہوئے ڈیڑھ ہزار برس کا عرصہ گزر چکا ہے۔ پھر بھی اس کی طراوت اور تازگی حسب سابق موجود ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید نے جن موضوعات کو بیان کیا ہے بنی نوع انسان کو ان کی اشد ضرورت رہتی ہے' بالفاظ دیگر قرآن مجید انسان کی ضروریات کو بیان کرتا ہے' یعنی تاریخی طور پر اور اپنی زندگی کے دوران انسان کو جن چیزوں کی ضرورت رہتی ہے قرآن مجید وہ سب کچھ بیان کرتا ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ انسانی ضروریات کو بیان کرنے کے علاوہ ان کو اس انداز میں بیان فرماتا ہے کہ ان کی ہر زمانے اور ہر ضرورت کے مطابق توضیح اور تفسیر کی جاسکتی ہے' یعنی قرآن کی زبان' دین کی زبان ہے۔ باوجودیکہ قرآن مجید کی اس قدر تفسیریں لکھی جاچکی ہیں اور قرآنی موضوعات کے بارے اس قدر بحثیں ہوچکی ہیں' ابن عباس کی ایک جلدی تفسیر "تنویر المقباس" سے لے کر فخرالدین رازی کی تفسیر تک جو ۳۶ جلدوں پر مشتمل ہے اور ان کے بعد سے اب تک لکھی جانے والی تفسیریں مثلاً علامہ طباطبائی کی تفسیر "المیزان" یا عبداللہ شبر کی تفسیر سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک میں قرآن مجید کی کوئی نہ کوئی نئی چیز موجود ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ اب تک جو بھی کتابیں لکھی جاچکی ہیں ان میں سے کچھ ایسی کتابیں بھی ہیں جو ادبی لحاظ سے اہمیت کی حامل ہیں اور حیات جاودانی حاصل کر گئی ہیں' اس کی واضح مثال فردوسی کی کتاب شاہنامہ' مولانا رومؒ کی مثنوی معنوی' حافظ شیرازیؒ کا دیوان اور سعدیؒ کی کتاب گلستان ہے۔ جبکہ قرآن مجید کا ایک معجزہ فصاحت و بلاغت اور فن معانی و بیان ہے تو یہ کیونکر زندہ جاوید نہیں ہوگا۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ایسی کتابیں کبھی بھی لوگوں کی نگاہوں سے نہیں گریں گی خصوصاً" ان لوگوں کی نگاہوں سے جو ان سے اچھی طرح واقف ہیں۔

البتہ یہ بات ضرور مد نظر رہے کہ قرآن مجید کے ساتھ کسی بھی کتاب کا تقابل نہیں کیا جاسکتا' اس لئے کہ یہ کلام خالق ہے اور خالق کے کلام سے مخلوق کے کلام کا تقابل نہیں کیا جا سکتا اور یہ صرف ایک مثال دی گئی ہے۔

شاہنامہ فردوسی یا گلستان سعدی کے چند مرتبہ پڑھنے سے مطالعہ کی رغبت کم سے کم تر ہوتی جائے گی اور ایک وقت ایسا بھی آئے گا جب آدمی یہ محسوس کرے گا کہ اب ان سے کچھ نہیں مل سکتا۔ لیکن اس کے برعکس قرآن مجید کا جس قدر زیادہ مطالعہ کیا جائے اسی قدر اس سے انسان کی رغبت بڑھتی چلی جائے گی۔

سوال نمبر۴ : قرآن مجید کی کس آیت میں پانچ فرائض کو بیان کیا گیا ہے' اس کا ترجمہ بھی تحریر کیا جائے؟

جواب : قرآن مجید کی متعدد آیات میں احکام کئے گئے ہیں اور اس بارے میں کئی مستقل کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ (۳) البتہ سوال کی نوعیت کے پیش نظر وہ سورۂ توبہ کی اے ویں آیت ہے کہ جس میں ارشاد ہوتا ہے:

"و المومنون و المومنات بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يقيمون الصلوٰة و يوتون الزكوة و يطيعون الله و رسوله اولئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم"

ترجمہ: مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں جو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں' نماز کو قائم کرتے ہیں' زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں' یہی وہ لوگ ہیں کہ جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا یقیناً اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

مندرجہ بالا آیت میں پانچ واجب احکام بیان ہوئے ہیں:

۱۔ امر بالمعروف ۲۔ نہی عن المنکر ۳۔ نماز ۴۔ زکوۃ اور ۵۔ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت جسے "تولا" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

سوال نمبر۵ : جن انبیاء کرام علیہم السلام کا اسم گرامی قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ آیا ہے ان کے نام لکھئے!

جواب : تاریخ بشریت میں بنی نوع انسان کی ہدایت کے لئے بہت سے انبیاءؑ تشریف لائے ہیں جن میں سے بعض انبیاء علیہم السلام کی زندگی کے کسی نہ کسی حصے کو قرآن مجید نے بیان فرمایا ہے اور ان میں سے بعض کے ناموں کو بھی صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۱۔ آدمؑ ۲۔ نوحؑ ۳۔ ابراہیمؑ ۴۔ اسمٰعیلؑ ۵۔ اسحٰقؑ ۶۔ یعقوبؑ ۷۔ اسباطؑ ۸۔ عیسیٰؑ ۹۔ ایوبؑ ۱۰۔ یونسؑ ۱۱۔ ہارونؑ ۱۲۔ سلیمانؑ ۱۳۔ داؤدؑ ۱۴۔ یوسفؑ ۱۵۔ موسیٰؑ ۱۶۔ زکریاؑ ۱۷۔ یحییٰؑ ۱۸۔ الیاسؑ ۱۹۔ الیسعؑ ۲۰۔ لوطؑ ۲۱۔ ادریسؑ ۲۲۔ ذوالکفلؑ ۲۳۔ ہودؑ ۲۴۔ صالحؑ ۲۵۔ شعیبؑ ۲۶۔ عزیرؑ ۲۷۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

اور مندرجہ ذیل آیات میں بیشتر انبیاء علیہم السلام کے اسماء گرامی ہیں۔ آل عمران /

۳۲۔ نساء/۱۶۳۔ انعام/۸۵۔۸۶۔۸۷ انبیاء/۸۶۔ احزاب/۳۱۔

سوال نمبر۶ : کون شخص حافظ قرآن ہے؟ اور کیوں؟

جواب : مذکورہ بالا سوال میں ابہام ہے' اس لئے کہ لفظ "حافظ" سے ایک تو وہ شخص مراد ہے جسے پورا قرآن ازبر ہو اور اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ وہ جو اس کا محافظ ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے کی مراد دوسرے معنی ہیں یعنی وہ جو قرآن کو غیروں کی دستبرد سے بچاتا ہے اور اس کا جواب آیات مجیدہ کی رو سے ظاہر اور واضح ہے کہ منجملہ ان کے یہ آیت ہے "**انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون**" (حجر/۹) یعنی ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی (اس کی) حفاظت کرنے والے ہیں۔

سوال نمبر۷ : "**قراء سبعہ**" یا سات قاریوں کے نام تحریر کریں

جواب : حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم کی رحلت کے بعد آپ کے "صحابہ" لوگوں کو قرآن مجید کی تعلیم دیتے تھے' صحابہ کے بعد یہ کام "تابعین" سرانجام دیا کرتے تھے اور ان کے بعد "تبع تابعین" یہ فریضہ ادا کرتے رہے۔ ان کے بعد **قراء سبعہ** یا سات قاریوں کی نوبت آتی ہے اور یہ حضرات ۵۰ھ تا ۱۹۰ھ میں قرآن مجید کی تعلیم و تدریس کے مکمل اہتمام کے ساتھ اس پر پوری طرح نظر رکھے ہوئے تھے۔

"**قراء سبعہ** کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوتی ہے جو اصحاب' تابعین بلکہ بہت سے تبع تابعین کے بعد آئے اور قرات قرآن میں متقدم شاگرد شمار ہوتے ہیں۔ وہ خود علم قرات میں یگانہ روزگار کا درجہ رکھتے اور کسی ایک شہر میں رہ کر قرات کی سرپرستی اور نظارت کرتے تھے۔ ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔ نافع : نافع بن عبدالرحمٰن بن ابو نعیم یا (ابو رویم) مدنی مقری۔ اصل میں اصفہانی تھے مدینہ کے ستر تابعین سے قرات قرآن سیکھنے کا شرف حاصل کیا اور خود بھی ستر افراد کو معلم قرات بنایا۔ وہ قرات میں اہل مدینہ کے قاریوں کے صدر تھے' ان کی ولادت ۷۰ ہجری میں اور وفات ۱۵۹ھ یا ۱۶۷ھ یا ۱۶۹ ہجری میں مدینہ میں ہوئی۔

۲۔ ابن کثیر : ابو سعید (یا ابو معبد) عبداللہ بن کثیر بن عمرو بن عبداللہ بن زاذان بن فیروزان بن ہرمز مکی داری۔ "عجم کے عطار" کے نام سے مشہور اور فارسی الاصل تھے۔ ۴۵

ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۰ھ میں اسی شہر میں وفات پائی وہ قرات میں اہل مکہ کے سربراہ تھے اور انہوں نے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد کو تعلیم و تربیت دی۔

۳۔ ابو عمرو : ابو عمرو زبان بن علاء بن عمار بن عبداللہ مازنی' بصری' بغدادی۔ کہتے ہیں کہ ان کا تعلق فارس سے تھا لیکن اصل میں عرب تھے۔

کوفہ میں نشو و نما پائی علم نحو اور قرات قرآن میں بہت ہی ماہر انسان تھے' انہوں نے بہت سے شاگردوں کو تعلیم دی' ۶۸ھ یا ۷۰ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۴ھ یا ۱۵۹ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

۵۔ عاصم : ابوبکر عاصم بن ابی بخود بن بہدلہ اسدی' کوفی' بنی جذیمہ کے غلام تھے' کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ۱۲۷ھ تا ۱۲۹ھ کے دوران کوفہ میں وفات پائی۔ کئی سیرت نگار انہیں شیعہ سمجھتے ہیں کیونکہ ان کی قرات کا سلسلہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے لہٰذا ملت ایران نے قرات کے بارے میں انہی کا انتخاب کیا ہے۔

۵۔ حمزہ : حمزہ بن حبیب بن عمارہ بن اسماعیل تیمی کوفی زیات (ابو عمارہ) جنہوں نے بیس سال کے سن میں قرات کی صدارت کا عہدہ جلیلہ حاصل کر لیا اور عاصم اور اعمش کے بعد کوفہ میں قرات کے پیشوا قرار پائے۔ انہوں نے قرات میں اپنے بہت سے شاگرد تیار کئے جن میں سے ایک کسائی ہیں آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۵۶ھ میں حلوان میں وفات پائی۔

۶۔ کسائی : ابوالحسن علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز' فارسی' اسدی' کسائی' نحوی' کوفی' بغدادی ایران کے سپوت اور ملک عراق کے فرد تھے۔ اپنے استاد حمزہ زیات کی وفات کے بعد اہل کوفہ میں قرات کے پیشوا قرار پائے۔ ۱۱۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۷۹ھ یا ۱۸۹ھ یا ۱۹۳ھ میں وفات پائی

۷۔ ابن عامر : عبداللہ بن عامر' ابو نعیم (یا ابو عمران) شامی' یحصبی (یا شاید حمیری) دمشقی' شافعی۔ اصل میں عرب تھے ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰/ محرم ۱۱۸ھ کو دمشق میں انتقال فرمایا' دمشق میں قرات کی سربراہی انہی کے پاس تھی۔

مذکورہ قراء سبعہ میں سے ابن عامر کے علاوہ باقی سب حضرات یا تو فارسی تھے یا دیار فارس سے ان کا تعلق تھا۔ (۴)

سوال نمبر۸ : سورۂ حمد میں "انعمت علیھم" کے مصداق کون لوگ ہیں؟ اور کیوں؟

جواب : اگرچہ سورۂ حمد کلام الٰہی ہے لیکن انسانوں کی زبان سے اس کا ذکر کیا گیا ہے جو اپنے خالق سے گفتگو کرتے' اور اس سے مناجات کر رہے ہوتے ہیں وہ اپنے خدا سے یہ سوال کرتے ہیں کہ **"اھدنا الصراط المستقیم"** بار خدایا! ہمیں صراط مستقیم پر قائم رکھ اور اس کے بعد خود ہی اس راستے پر گامزن لوگوں کا ذکر کرتے ہیں **"صراط الذین انعمت علیھم"** ان لوگوں کا راستہ جنہیں تو نے نعمتوں سے نوازا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت ۶۸ میں نعمت سے نوازے ہوئے لوگوں کا ان الفاظ میں تعارف کرایا ہے: **"ومن یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبین والصدیقین والشھداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا"**

جو لوگ خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں تو وہ ان (مقبول) بندوں کے ساتھ ہوں گے جنہیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں یعنی انبیاء' صدیقین' شہداء اور صالحین اور یہ لوگ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

اس آیت کے ذیل میں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا تعارف کرا رہا ہے جو **"انعمت علیھم"** کا مصداق ہیں' یعنی انبیاء و اولیاء ہیں اور اسی طرح صالحین و شہداء ہیں۔ انہی لوگوں نے صراط مستقیم کو اپنایا ہوا ہے اور خداوند متعال کی ہدایت کاملہ سے بہرہ مند ہوں

اللہ کرے کہ ہم بھی اسی راہ پر چل کر نعمات الٰہی سے بہرہ مند ہوں۔ آمین۔

سوال نمبر۹ : سورۂ حمد میں مذکور "ضالین" (گمراہ) لوگ کون ہیں؟ قرآنی آیات کی رو سے وضاحت کریں

جواب : **"ضالین"** وہ لوگ ہیں جو راہ حق سے منحرف ہو کر گمراہ ہو چکے ہیں اور وہ ہیں کفار اور مشرکین۔ اگرچہ بعض مفسرین کہتے ہیں۔ **"مغضوب علیھم"** سے مراد "یہودی" اور **"ضالین"** سے مراد "نصاریٰ" ہیں۔ لیکن یہ اصل معنی کی ترجمانی نہیں ہے' بلکہ یہ اس کا مصداق ہیں' ورنہ **"ضالین"** کا دائرہ بہت وسیع ہے اگرچہ اس کا ایک مصداق نصاریٰ بھی ہیں۔

سورۂ یونس / ۳۲ میں ارشاد ہوتا ہے **"فماذا بعد الحق الا الضلال"** یعنی حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا ہوگا؟

صرف دو ہی تو راستے ہیں ایک راہ حق کہ جو "صراط مستقیم" ہے، جو اس پر گامزن ہوتا ہے ہدایت پا جاتا ہے اور جو اس پر نہیں چلتا گمراہ ہو جاتا ہے۔

سورۂ نساء / ۱۳۶ میں ارشاد فرماتا ہے:

"ومن یکفر باللہ وملئکتہ و کتبہ و رسلہ والیوم الاخر فقد ضل ضللا بعید"

جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور آخرت (قیامت) کے دن کا انکار کرتا ہے وہ گمراہی میں بہت دور نکل جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ضلالت اور گمراہی کو مندرجہ ذیل اوصاف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

۱۔ "**مبین**" یعنی واضح اور روشن گمراہی چنانچہ سورۂ انعام / ۷۴ میں ارشاد ہوتا ہے "**انی ارک و قومک فی ضلل مبین**" ابراہیم علیہ السلام نے آذر سے کہا میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔

۲۔ "**بعید**" یعنی بہت دور کی گمراہی۔ جیسا کہ سورۂ نساء / ۱۳۶ میں ارشاد ہوا (اور ابھی اس کا ذکر ہو چکا ہے)

۳۔ "**قدیم**" یعنی پرانی گمراہی۔ چنانچہ سورۂ یوسف / ۹۵ میں ارشاد ہوتا ہے "**انک لفی ضللک القدیم**" یعنی (حضرت یعقوبؑ کے بیٹوں نے ان سے کہا..... آپ تو یقیناً پرانی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں۔

۴۔ "**کبیر**" بڑی گمراہی چنانچہ سورۂ ملک / ۹ میں ارشاد ہوتا ہے "**ان انتم الا فی ضلل کبیر**" یعنی تم تو بڑی گمراہی میں پڑے ہوئے ہو۔

سوال نمبر ۱۰ : قرآن مجید میں چند ایک مقامات ایسے ہیں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے کچھ سوال کئے گئے ہیں، بتایئے کہ وہ سوالات کیا تھے؟ ان کے کیا جوابات دیئے گئے ہیں؟ سوال کرنے والے کون تھے؟ اور اللہ تعالیٰ نے کیا جواب دیئے ہیں؟

جواب : سورۂ بقرہ / ۱۸۹۔ کہتے ہیں کہ سوال کرنے والے حضرت معاذ بن جبل تھے جبکہ کچھ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ سوال کرنے والے یہودی تھے۔ ان کا سوال اور خدا کا جواب ملاحظہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت للناس والحج" یعنی اے پیغمبرؐ! بعض لوگ آپ سے ہلال ماہ کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ان سے کہہ

دیں کہ چاند کی تبدیلی لوگوں کی اجتماعی زندگی کے لئے اوقات کے بیان کرنے اور حج کے اوقات کی تعیین کے لئے ہے۔

۲۔ بقرہ / ۲۱۵۔ کہتے ہیں کہ سوال کرنے والا ایک بوڑھا دولتمند عمرو بن جموح تھا جس نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ کیا چیز صدقہ دے اور راہ خدا میں خرچ کرے؟ تو اللہ تعالیٰ نے خرچ کی جانے والی چیز کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی بتایا ہے کہ جنہیں وہ چیز دی جائے۔ سوال اور جواب پر غور کیا جائے ارشاد ہوتا ہے:

"یسئلونک ماذا ینفقون قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین والیتٰمی والمساکین وابن السبیل وما تفعلوا من خیر فان اللہ بہ علیم"

اے پیغمبرؐ! آپؐ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں؟ تو آپؐ ان سے کہہ دیں کہ نیکی کے ساتھ جو مال بھی خرچ کرو وہ ماں باپ' قریبی رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لئے ہے' تم جو بھی نیک کام کرتے ہو خداوند عالم یقیناً اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔

۳۔ بقرہ / ۲۱۷۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ یہ عبداللہ بن جحش کے سریہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو قریش کی عسکری کیفیت کا پتہ چلانے کے لیے مقام "نخلہ" (طائف اور مکہ کے درمیان واقع ایک جگہ کا نام ہے) کی طرف حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے گئے تھے۔ چنانچہ جب وہ اس جگہ پر پہنچے تو ان کی مڈبھیڑ قریش کے ایک قافلہ سے ہو گئی۔ جس میں عمرو بن حضرمی بھی موجود تھا۔ چونکہ وہ ماہ رجب کی آخری رات تھی اور یہ لوگ اس شش و پنج میں مبتلا تھے کہ ان سے جنگ کریں یا نہ؟ آخر کار انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور انجام کار مردانہ وار اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور مذکورہ قافلہ کے دو قیدی آنحضرتؐ کی خدمت میں لے آئے۔

عبداللہ بن جحش کے اس کردار پر سخت لے دے ہوئی حتیٰ کہ مشرکین بھی مسلمانوں پر طعن و تشنیع کرنے لگے کہ "انہوں نے حرمت والے مہینہ (ماہ رجب) میں جنگ کی ہے اور اس طرح کی صورت حال پیدا کر دی ہے کہ جیسے حرمت والے مہینہ میں جنگ

حلال ہے"
اللہ تعالیٰ ایسے معترضین کے جواب میں فرماتا ہے:

"یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل الله......

اے رسولؐ! تم سے لوگ حرمت والے مہینوں کی نسبت پوچھتے ہیں کہ آیا جہاد ان میں جائز ہے؟ تو تم انہیں جواب دو کہ ان مہینوں میں جہاد بڑا گناہ ہے اور (یہ بھی یاد رہے کہ) خدا کی راہ سے روکنا اور خدا سے انکار اور مسجد الحرام سے روکنا اور جو اس کے اہل ہیں ان کا مسجد سے نکال باہر کرنا (یہ سب) خدا کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر گناہ ہے......

یعنی ان مہینوں میں جہاد بے شک حرام ہے مگر جب کفار تم پر زیادتی کریں تو تم کیوں حرمت کا خیال کرو!

۴۔ بقرہ / ۲۱۹۔ سوال کرنے والے کچھ اصحاب کرام تھے جنہوں نے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی حرمت کا حکم بیان فرمایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"یسئلونک عن الخمر و المیسر قل فیهما اثم کبیر و منافع للناس و اثمهما اکبر من نفعهما"

اے رسولؐ! لوگ آپؐ سے شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ دونوں میں بہت بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لیے کچھ فائدے بھی ہیں لیکن ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

۵۔ بقرہ / ۲۱۹۔ یہ اسی آیت کا ایک حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سوال کرنے والے اصحاب کرام تھے' صدقہ کے اس قدر فوائد اور اس کے بارے میں بہت زیادہ تاکید کی وجہ سے وہ سوال کرنے لگے کہ کیا چیز صدقہ میں دیا کریں؟ اور کس حد تک راہ خدا میں خرچ کیا کریں؟ ارشاد ہوتا ہے:

"یسئلونک ماذا ینفقون قل العفو"

آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا چیز خرچ کریں تو آپ کہہ دیجئے جو تمہاری ضروریات سے بچ جائے وہ راہ خدا میں خرچ کردو۔

۶۔ بقرہ / ۲۲۰۔ سوال کرنے والے بعض اصحاب کرام تھے۔ کیونکہ جب سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۳۴ اور سورۂ نساء کی آیت ۱۰ نازل ہوئیں اور یتیموں اور بے سرپرست کے لوگوں کے مال کے بارے میں سخت تاکیدی حکم نازل ہوا تو یہ لوگ یتیموں کے مال کو ہاتھ لگانے سے بھی رک گئے۔ ظاہر ہے کہ اس طرح سے ایک ان کے لئے مشکل پیدا ہوگئی اور یتیموں کے لئے بھی ایک قسم کی دشواری کھڑی ہوگئی۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

"یسئلونک عن الیتمیٰ قل اصلاح لھم خیر و ان تخالطوھم فاخوانکم"

اے پیغمبرؐ! آپ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ اور ان کے مال کے ساتھ کیا کیا جائے؟ تو آپ ان سے کہہ دیں کہ ان کے کاموں کی اصلاح بہتر ہے یعنی انہیں اس وجہ سے نہ چھوڑ دو کہ ان کا مال تمہارے مالوں سے مل جائے گا۔ اگر ان کے ساتھ مل جل کر رہو اور ان سے مشترک طریقہ سے زندگی گزارو تو یہ تمہارے دینی بھائی ہیں۔

یعنی یہ سمجھو کہ یہ ایک بھاری ذمہ داری ہے اور ان سے جان نہیں چھڑانی چاہیے

۷۔ بقرہ / ۲۲۲۔ عورتوں کے حیض کے ایام میں یہودی لوگ ان کے ساتھ معاشرت کو جائز نہیں سمجھتے تھے، حتیٰ کہ کھانا کھاتے وقت بھی ایک دسترخوان پر ان کے ساتھ بیٹھنا گوارا نہیں کرتے تھے اور ایک کمرہ میں ان کے ساتھ رہنا بھی پسند نہیں کرتے تھے۔ جبکہ نصرانی لوگ حیض اور غیر حیض کے دنوں میں کوئی فرق نہیں سمجھتے تھے یعنی ان کے نزدیک دونوں طرح کے دن برابر تھے۔ چونکہ مشرکین عرب بالخصوص جو لوگ اہل مدینہ کے ساتھ تھے یہودیوں کے طریقہ کار کو اپنائے ہوئے تھے اور حیض والی عورتوں کے ساتھ یہودیوں جیسا سلوک کرتے تھے۔ یہی افراط و تفریط اس بات کا سبب بنی اور مسلمانوں نے حیض کے بارے میں آنحضرتؐ سے سوال کیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"ویسئلونک عن المحیض قل ھو اذی" اے پیغمبرؐ! یہ لوگ آپ سے حیض والی عورتوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ان کہہ دیں کہ یہ ایک آلودگی ہے۔

آیت کے تسلسل کے پیش نظر اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی افراط و تفریط کو ٹھکرا کر

ایک تیسرے رستے کی نشاندہی کی ہے اور وہ یہ کہ حیض کے دنوں میں عورتوں کے ساتھ صرف جنسی ملاپ کو حرام قرار دیا ہے اور دیگر ہر قسم کی معاشرت کی اجازت دی ہے(۵)

۸۔ اعراف / ۱۸۷۔ یہودیوں نے کچھ لوگوں کو اس غرض سے نجران بھیجا کہ وہاں کے عیسائی علماء سے کچھ پیچیدہ سوال سیکھ کر پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم سے وہی سوال پوچھیں گے اور پیغمبر خدا (معاذ اللہ) ان کے جوابات نہیں دے پائیں گے' اس طرح سے وہ عاجز آجائیں گے اور یہودی اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ان کے سوالوں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا قل انما علمھا عند ربی" یعنی اے رسول! یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں کہ وہ کب واقع ہوگی؟ تو کہہ دیجئے کہ اس کا علم تو بس میرے پروردگار کے پاس ہے۔

اس جواب میں ایک لطیف نکتہ ہے' یہودی اچھی طرح جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ہی کو قیامت کا علم ہے۔ لہٰذا اگر حضرت پیغمبر اسلامؐ رسالت کے مدعی ہیں تو انہیں بھی اس کا علم ہونا چاہئے۔ اسی لئے انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ اسے کون جانتا ہے بلکہ ان کا سوال یہ تھا کہ وہ کب واقع ہوگی؟ یعنی اس کے مقررہ کردہ زمانے کے بارے میں پوچھتے ہیں اور جو جواب اللہ تعالیٰ نے دیا ہے وہ بھی نہایت جچا تلا ہے۔ اس لئے کہ انہیں یہ تو معلوم تھا کہ قیامت مستقبل میں آئے گی لہٰذا اگر خداوند عالم اس کے آنے کی مدت مقرر فرماتا اور کہتا کہ مثلاً دو ہزار سال بعد یا مثلاً فلاں مقرر اور معین زمانے میں آئے گی تو پھر اس دعویٰ کو کیونکر ثابت کیا جاسکتا تھا۔ وہ لوگ اس کے ثبوت کے لئے دلیل طلب کرتے' دلیل بھی قیامت کے ثابت کرنے کے لئے اور وہ بھی اس زمانے میں جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوا۔ یہ اور بات ہے کہ سوال کرنے والے کو جواب دینے والے پر کسی اور طرح سے اطمینان حاصل ہو جائے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے سچ ہے۔

اس بارے میں کہنے کی اور بھی بہت سی باتیں ہیں جن سے مطلع ہونے کے لئے اسی آیت کے ذیل میں تفسیر کی کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

۹۔ انفال / ۱۔ سوال کرنے والے بعض اصحاب کرام ہیں جب کہ یہ سوال جنگ بدر میں دشمن کو شکست دینے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد کیا گیا۔

اس جنگ میں مجاہدین نے بڑی بے جگری کے ساتھ داد شجاعت دی اور دشمن کو سنبھلنے تک کا موقع نہ دیا۔ انھیں غنیمت ملنے کی بھی بڑی توقع تھی اور پیغمبر خدا نے بھی کفار کے بعض سرداروں کو قتل کرنے پر انھیں انعام دینے کی پیشکش کی تھی۔

جب جنگ ختم ہوئی تو یہ کشمکش بڑھنے لگی اور مال غنیمت اصحاب رسول کے درمیان اختلاف وانتشار کا سبب بننے لگا۔ اس بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

یسئلونک عن الانفال قل الانفال للہ والرسول......"

اے پیغمبرؐ! آپ سے انفال کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ انفال خدا اور رسول خدا کے لئے ہے......

رسول خداؐ کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے جس طرح بھی تقسیم فرمائیں چنانچہ آنحضرتؐ نے اسے تمام مجاہدین میں مساوی تقسیم فرمایا۔ اگرچہ صف شکنی میں جوان ہی اگلے مورچوں پر تھے اور انہوں نے دشمن پر تابڑتوڑ حملے کئے۔ لیکن بوڑھے اور مسن افراد کا بھی اس جنگ میں کم حصہ نہیں تھا کیونکہ وہ جوانوں کے لئے جائے پناہ اور ان کے حوصلے بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔

۱۰۔ بنی اسرائیل / ۸۵۔ سوال کرنے والے یہودی ہیں جنہوں نے بزعم خویش پیغمبر اسلام کو عاجز کرنے کی غرض سے آنحضرتؐ سے "روح" کے بارے میں سوال کیا اور حضور پاکؐ نے وحی کی زبان سے انہیں جواب دیا ارشاد رب العزت ہے:

ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا"

(اے پیغمبرؐ!) آپؐ سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ کہہ دیں کہ یہ میرے رب کا فرمان ہے اور تمہیں اس کا بس تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔

"روح" کیا ہے؟ اس بارے میں مفسرین کی مختلف آراء ہیں، لیکن اگر آیت کے شان نزول میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ سوال چونکہ یہودیوں کی طرف سے پیش کیا گیا ہے جبکہ روح کے بارے میں ان کی کتابوں میں کئی مطالب بیان کئے گئے ہیں اور وہ ان پر عقیدہ بھی رکھتے تھے۔ آیت کے سیاق سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس روح سے مراد وہی "فرشتہ" ہے کہ جس کا ذکر سورۂ نبا/ ۳۸ میں آیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے

یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن"

یعنی جس دن روح اور فرشتے صف بنا کر کھڑے ہوں گے ...... اور سورہ شعراء / ۱۹۳۔ ۱۹۴ میں اسے "الامین" کی صفت کے ساتھ پہچانتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

"نزل به الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین"

یعنی اس (قرآن) کو لے کر روح الامین تمہارے دل پر نازل ہوئے ہیں تاکہ تم بھی (اور پیغمبروں کی طرح) لوگوں کو ڈرانے والے ہو۔

سورۂ بقرہ / ۲۵۳ میں اسے "قدس" کی صفت سے موصوف کیا گیا ہے ارشاد ہوتا ہے

"ایدناه بروح القدس"

مجادلہ / ۲۲ اور شوریٰ / ۵۲ میں بھی "روح" سے مراد وہی عظیم الشان اور عالیمرتبت فرشتہ ہے۔

مزید تفصیل کے لئے سورۂ بنی اسرائیل / ۸۵ کے ذیل میں تفسیری کتب کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۱۔ نازعات / ۴۲۔ سوال کرنے والے وہی یہودی ہیں جن کی تفصیلی گفتگو سورۂ اعراف / ۸۳ میں گزر چکی ہے۔ ارشاد الٰہی ہے "**یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰھا** ......" یعنی اے رسولؐ! آپ سے سوال کرتے ہیں کہ قیامت کب واقع ہوگی؟ ...... یعنی اس آیت میں بھی قیامت ہی کے بارہ میں سوال کیا گیا ہے۔

۱۲۔ کہف / ۸۳۔ اس آیت میں سوال کرنے والے یہودی ہیں جنہوں نے پیغمبر عظیم الشان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو پریشان کرنے کی غرض سے ایک قدیمی اور تاریخی داستان کے بارے میں سوال کیا' البتہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے اس سوال کی غرض پیغمبر اسلام کے علم کا معیار جانچنا اور اسے غیب سے منسلک کرنا ہو۔

ارشاد ہوتا ہے "**ویسئلونک عن ذی القرنین قل ساتلوا علیکم منه ذکرا**"

یعنی اے رسولؐ! یہ لوگ آپ سے "ذوالقرنین" کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ (ان سے) کہہ دیں کہ میں بہت جلد اس کی سرگزشت بیان کروں گا۔

پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت میں ذوالقرنین کا ماجرا بیان کیا ہے۔

۱۳۔ طٰہ / ۱۰۵۔ مذکورہ آیت سے لے کر ۱۱۲ ویں آیت تک کے مفہوم سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے والے مومن لوگ ہیں۔ اس لئے کہ وہ قیامت کو تو قبول کر چکے

ہیں' اور اس پر ایمان بھی رکھتے ہیں۔ لیکن اس سے متعلق جزئی حوادث کے بارے میں انہیں حیرت ہے اور وہ انہی کے بارے میں سوال کر رہے ہیں' جن میں سے سر بفلک پہاڑوں کے بارے میں ان کا سوال ہے کہ ان کا انجام کار کیا ہوگا؟

ارشاد باری ہے:

"یسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا"

یعنی آپ سے پہاڑوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں' آپ کہہ دیجئے کہ میرا پروردگار انہیں ریزہ ریزہ کرکے اڑا دے گا۔

۱۳۔ مائدہ / ۴۔ سوال کرنے والے پیغمبر خدا کے بعض اصحاب ہیں۔ جیسا کہ تفسیروں میں بتایا گیا ہے کہ ان لوگوں نے حلال غذاؤں اور شکار کے ذریعے حاصل ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"یسئلونک ماذا احل لھم قل احل لکم الطیبات......."

یعنی اے رسولؐ! آپ سے اپنے لئے حلال شدہ چیزوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں' تو آپ (ان سے) کہہ دیں کہ تمہارے لئے ہر پاکیزہ چیز حلال کی گئی ہے......

بنابریں اس آیت میں غذا اور خوراک کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۱۱ : قرآن مجید کی سب سے بڑی اور سب سے چھوٹی سورتوں اور آیت کو بیان کریں

جواب :

الف۔ قرآن کی سب سے بڑی سورت' بقرہ ہے جو موجودہ ترتیب میں دوسری سورت ہے۔

ب۔ سب سے چھوٹی سورت' کوثر ہے جو موجودہ ترتیب میں ۱۰۸ ویں سورت ہے۔

ج۔ سب سے بڑی آیت' سورۂ بقرہ کی ۲۸۲ ویں آیت ہے جس کا آغاز **"یایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین......."** سے ہوتا ہے اور اس کا اختتام **"واللہ بکل شئی علیم"** پر ہے۔

د۔ سب سے چھوٹی آیت سورۂ الرحمٰن کی ۶۴ ویں آیت **"مدھامتان"** (۲)

سوال نمبر ۱۲ : واجب سجدہ والی آیات قرآن مجید کی کون کون سی سورتوں میں ہیں؟

جواب : مندرجہ ذیل سورتوں میں ایک ایک ایسی آیت ہے جس کے پڑھے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ جو شخص ایسی آیت کو پڑھے یا سنے تو اسے فوراً سجدہ کرنا چاہیے۔ اور اگر سجدہ فراموش کر دے تو جب بھی اسے یاد آجائے فوراً سجدہ کرے

قرآن کے سجدہ واجب میں اسی قدر کافی ہے کہ سجدہ کی نیت سے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دے اگرچہ ذکر نہ کرے۔ لیکن سجدہ میں ذکر کرنا مستحب ہے' اور بہتر ہے کہ یہ ذکر کرے:

"لا الہ الا اللہ حقا حقا' لا الہ الا اللہ ایمانا و تصدیقا' لا الہ الا اللہ عبودیۃ ورقا' سجدت لک یارب تعبدا ورقا لا مستنکفا ولا مستکبرا بل انا عبد ذلیل خائف مستجیر"

اور وہ سورتیں یہ ہیں۔ ۱۔ **الم تنزیل** پارہ ۲۱۔ ۲۔ **حم سجدہ** پارہ ۲۴۔ ۳۔ **النجم** پارہ ۲۷' اور **علق** پارہ ۳۰۔

سوال نمبر ۱۳ : قرآن مجید کی آیات کی تاویل کون لوگ جانتے ہیں؟ اور کیوں؟

جواب : سورہ آل عمران / ۷ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **"وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم"** قرآنی آیات کی تاویل سوائے خدا اور راسخون فی العلم (گہرے علم کے مالک افراد) کے اور کوئی نہیں جانتا۔ **"راسخون فی العلم"** کون لوگ ہیں؟ اس بارے میں مختلف آراء ہیں لیکن جو بات یقین کی حد تک کہی جاسکتی ہے وہ یہ کہ حضرت رسول خداؐ اور آئمہ اطہار علیہم السلام آیات الٰہی کی تاویل کو جانتے ہیں کیونکہ یہی ذوات مقدسہ **راسخون فی العلم** کے اتم و اکمل مصداق ہیں۔

سوال نمبر ۱۴ : **"آیہ میثاق"** قرآن مجید کی کس سورت میں ہے؟ اور وہ کیا ہے؟

جواب : **"آیہ میثاق"** سورۂ اعراف کی ۱۷۲ ویں آیت ہے جس میں ارشاد ہے:

واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلٰی شھدنا ان تقولوا یوم القیامۃ انا کنا عن ھذا غافلین"

ترجمہ "اور جب تمہارے پروردگار نے آدمؑ کی اولاد کو پشتوں سے نکال کر ان سے خود ان کے سامنے اقرار لیا کہ آیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں تو سب کے سب بولے ہاں ہم

اس کے گواہ ہیں (ہم نے یہ اس لئے کہا کہ ایسا نہ ہو) کہیں تم قیامت کے دن بول اٹھو کہ ہم تو اس سے بالکل بے خبر تھے"

مذکورہ آیت **"آیہ میثاق"** کے نام سے مشہور ہے یعنی ایسی آیت جو خدا کے ساتھ کیے گئے بنی آدم کے وعدے پر دلالت کرتی ہے۔ جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا۔ اگرچہ اس آیت کے معانی میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے اور اسی طرح عہد و پیمان کے واقع ہونے کے زمانے میں بھی مفسرین کا نظریہ ایک نہیں ہے۔ لیکن ایک نکتہ کہ جس پر تمام مفسرین کا اتفاق ہے وہ یہ ہے کہ خداوند عالم نے تمام انسانوں سے اپنی وحدانیت پر اقرار لیا' سب ہی نے اس کی وحدانیت پر گواہی دی اور اسی پر پیمان باندھا ہے۔ اس بات کی دلیل خود انسانی فطرت ہے جو ان کو واحد اور لاشریک پروردگار کی طرف بلاتی ہے۔

سوال نمبر ۱۵ : حضرت ابراہیم اور اسماعیل (علیہما السلام) نے بیت اللہ کو کن لوگوں کے لئے پاک کیا۔ آیت کی رو سے لکھیں؟

جواب : سورۂ بقرہ کی آیت / ۱۲۵ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

"وعھدنا الی ابراھیم و اسمٰعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین والرکع السجود"

ترجمہ "اور ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ سے عہد و پیمان لیا کہ تم میرے اس گھر کو طواف' اعتکاف' رکوع اور سجود کرنے والوں کے واسطے پاک و پاکیزہ اور صاف ستھرا رکھو۔"

خداوند متعال نے حکم دیا ہے کہ اس کے گھر کو چار قسم کے لوگوں کے لئے پاک و صاف رکھیں

۱۔ **طائفین** یعنی طواف کرنے والوں کے لئے

۲۔ **عاکفین** یعنی اعتکاف کرنے والوں کے لئے

۳۔ **رکع** یعنی رکوع کرنے والوں کے لئے

۴۔ **سجود** یعنی سجدہ کرنے والوں کے لئے

سوال نمبر ۱۶ : آیت کی رو سے ہدایت یافتہ اور فلاح پانے والے کون لوگ ہیں؟ بیان کریں۔

جواب : سورۂ بقرہ کی پہلی آیات میں خداوند عالم متقین کی واضح صفات بیان کرنے کے

بعد فرماتا ہے:

"اولئک علی هدی من ربهم واولئک هم المفلحون"

ترجمہ "یہ لوگ اپنے رب کی ہدایت پر "عامل" ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں (دلی مراد پائیں گے)

اسی بنا پر پرہیزگاروں کا انجام فلاح اور کامیابی ہے' پرہیزگاروں کی صفات دیکھنے کے لئے کشف الایات اور کلمہ "مفلحون" کی طرف رجوع کیا جائے کہ جن میں سے ایک کو سوال نمبر ۲۳ کے جواب میں وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اور پرہیزگاروں کی باقی ماندہ صفات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ لوگوں کو اچھائی کی طرف بلاتے ہیں۔ **یدعون الی الخیر** (آل عمران / ۱۰۴)

۲۔ نیکی کا حکم دیتے ہیں **و یامرون بالمعروف** (آل عمران / ۱۰۴)

۳۔ برائی سے روکتے ہیں **وینهون عن المنکر** (آل عمران / ۱۰۴)

۴۔ ان کے پسندیدہ اور نیک اعمال قیامت کے روز بہت بھاری ہوں گے۔ **فمن ثقلت موازینه** (اعراف / ۸' مومنون / ۱۰۲)

۵۔ رسول خدا کی پیروی کرتے ہیں **الذین یتبعون الرسول** (اعراف / ۱۵۷)

۶۔ رسول خدا پر ایمان رکھتے ہیں **فالذین امنوا به** (اعراف / ۱۵۷)

۷۔ رسول خدا کی عزت کرتے ہیں **وعزروه** (اعراف / ۱۵۷)

۸۔ رسول خدا کی مدد کرتے ہیں **ونصروه** (اعراف / ۱۵۷)

۹۔ جو کچھ رسول خدا کے ساتھ بھیجا گیا ہے اس کی بھی پیروی کرتے ہیں **واتبعوا النور الذی انزل معه** (اعراف / ۱۵۷)

۱۰۔ رسول خدا کا ساتھ دیتے ہیں **لکن الرسول والذین امنوا معه** (توبہ / ۸۸)

۱۱۔ اپنے مال کے ساتھ خدا کی راہ میں جہاد کرتے ہیں **وجاهوا باموالهم** (توبہ / ۸۸)

۱۲۔ اپنے بدن کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ **وانفسهم** (توبہ / ۸۸)

۱۳۔ خدا اور رسول کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہیں **اذا دعوا الی الله و رسوله لیحکم بینهم ان یقولوا سمعنا و اطعنا** (نور / ۵۱)

۱۴۔ وہ جو اپنے قریبیوں کا حق ادا کرتے ہیں **فات ذا القربیٰ حقه** (روم / ۳۸)

۱۵۔ وہ جو بے کسوں کا حصہ دیتے ہیں **والمسکین** (روم/۳۸)

۱۶۔ وہ جو مسافروں کی مدد کرتے ہیں **وابن السبیل** (روم/۳۸)

۱۷۔ وہ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ **الذین یقیمون الصلوٰۃ** (لقمان/۴)

۱۸۔ وہ جو زکوۃ ادا کرتے ہیں **ویوتون الزکوٰۃ** (لقمان/۴)

۱۹۔ وہ جو قیامت پر یقین رکھتے ہیں **وھم بالاخرۃ ھم یوقنون** (لقمان/۴)

۲۰۔ وہ جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں **لا تجد قوما" یومنون باللہ** (مجادلہ/۲۲)

۲۱۔ وہ جو قیامت پر ایمان رکھتے ہیں **والیوم الاخر** (مجادلہ/۲۲)

۲۲۔ ان لوگوں کے ساتھ دوستی کا دم نہیں بھرتے جو خدا اور رسول کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے قریبی رشتہ ہی کیوں نہ ہوں۔ **یوادون من حاد اللہ و رسولہ و لو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیر تھم** (مجادلہ/۲۲)

۲۳۔ خدا ان سے راضی ہے **رضی اللہ عنھم** (مجادلہ/۲۲)

۲۴۔ وہ بھی خدا سے راضی ہیں **و رضوا عنہ** (مجادلہ/۲۲)

۲۵۔ اہل ایمان کی مدد کرتے ہیں **والذین تبوا الدار والایمان** (حشر/۹)

۲۶۔ سختی اور تنگ دستی کے وقت اپنی ضرورت کی چیزوں سے بھی در گزر کرتے اور دوسروں کو دیتے ہیں۔ **یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ** (حشر/۹)

۲۷۔ ایمان والوں کے ساتھ کبھی بھی بخل سے کام نہیں لیتے (حشر/۹)

۲۸۔ خدا سے ڈرتے ہیں **فاتقوا اللہ ما استطعتم** (تغابن/۱۶)

۳۰۔ احکامات الٰہی کو سنتے اور اطاعت کرتے ہیں۔ **واسمعوا واطیعوا** (تغابن/۱۶)

۳۲۔ بخل نہیں کرتے' اور اپنے مال سے بخشش کرتے ہیں **وانفقوا خیرا" لانفسکم و من یوق شح نفسہ** (تغابن/۱۶)

سوال نمبر۱۷ : آیت کی رو سے جنت کی کم از کم دس خصوصیات بیان کریں

جواب : قرآن مجید میں جنت کے لئے بہت سی خصوصیات بیان ہوئی ہیں کہ جن میں سے بعض کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

۱۔ انسان جنت میں ہمیشہ رہے گا **ہم فیھا خالدون** (بقرہ/۲۵)

۲۔ جنت میں لغو باتیں نہیں ہوں گی **لا تسمع فیھا لاغیہ** (غاشیہ/۱۱)

۳۔ جنت میں چشمے ہمیشہ جاری ہیں **فیھا عین جاریہ** (غاشیہ / ۱۲)

۴۔ پانی کی نہریں ہمیشہ اور ہر جگہ جاری ہیں **تجری من تحتھا الانھار** (بروج / ۱۱)

۵۔ جنتیوں کے لئے ایسے تخت ہوں گے کہ جن پر سے وہ آسانی سے دیکھیں گے۔ **علی الارائک ینظرون** (مطففین / ۲۳)

۶۔ اہل بہشت ہمیشہ خوش و خرم ہوں گے **تعرف فی وجوھھم نضرۃ النعیم** (مطففین / ۲۴)

۷۔ ان کی جگہیں بہت صاف اور ستھری ہوں گی **و مساکن طیبہ** (صف / ۱۲)

۸۔ بہشت میں بنے ہوئے تخت ہوں گے **علی سرر موضونہ** (واقعہ / ۱۵)

۹۔ جنت میں ہرگز مشکلات اور پریشانیاں نہیں ہیں **لا یصدعون عنھا** (واقعہ / ۱۹)

۱۰۔ جنت میں انواع و اقسام کے پھل کثرت سے ہوں گے **وفاکھۃ مما یتخیرون** (واقعہ / ۲۰)

۱۱۔ بہشت میں جنتیوں کی غذا پرندوں کا گوشت ہوگی جسے وہ جی بھر کر کھائیں گے **ولحم طیر مما یشتھون** (واقعہ / ۲۱)

۱۲۔ بہشتی لوگوں کی ہمدم سفید رنگ اور بڑی آنکھوں والی حوریں ہوں گی **و زوجنا ھم بحور عین و.......** (طور / ۲۰)

اس کے علاوہ سورۂ واقعہ، الرحمٰن اور صافات جیسی سورتوں میں بھی بہشت اور بہشتیوں کی صفات بیان کی گئی ہیں۔

سوال نمبر ۱۸ : قرآن مجید کی دوسری سورت کو سورۂ بقرہ کیوں کہتے ہیں؟ اجمالاً لکھیں

جواب : اس سورت کو بقرہ اس مشہور واقعہ کی وجہ سے کہتے ہیں جو اس کی آیات ۶۷ سے لے کر ۷۴ تک تفصیل سے بیان ہوا ہے اور وہ بنی اسرائیل میں سے کسی شخص کے قتل کا واقعہ ہے۔ بعض مورخین کہتے ہیں کہ وہ حضرت موسیٰ کے بھائی جناب ہارون کا بیٹا تھا۔ وہ کون تھا؟ یہ بات زیادہ اہم نہیں ہے بلکہ اہم بات یہ ہے کہ واقعہ رونما ہو چکا ہے اور حضرت موسیٰ اپنے معجزے سے اس قتل اور قاتل کا پتہ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے ایک گائے کو ذبح کرایا کہ جس کے بدن کا ایک حصہ مقتول سے مس کیا گیا، پس مقتول زندہ ہو گیا اور اس نے اپنے قاتل کی نشاندہی کر دی۔

بنی اسرائیل کی گائے کا قصہ اگرچہ ایک تاریخی واقعہ کی نشاندہی کرتا ہے، لیکن یہ

یہودیوں کے بہانہ بنانے کی عادت کو بھی بیان کرتا ہے کہ جو اپنے بے ڈھنگے اور بے موقع سوالات کے ذریعے ہٹ دھری پر اتر آتے ہیں اور حقائق کو مسخ کرنا چاہتے ہیں' چنانچہ اسرائیلیوں کے بہانے ضرب المثل بن چکے ہیں۔

سوال نمبر۱۹ : خداوند عالم کی طرف سے انبیاء کس مقصد کے تحت اور کس چیز کے ساتھ بھیجے گئے؟

جواب : بعثت انبیاء کے بارے میں مختلف قسم کے بہت سے اسباب بیان ہوئے ہیں۔ آیات میں اور روایات میں بھی انبیاء کے بھیجے جانے کے بارے کئی میں اسباب ذکر ہوئے ہیں جن میں سے سورۂ حدید کی آیت ۲۵ میں ان کی بعثت کا فلسفہ اور وہ چیزیں بھی بیان ہوئی ہیں جن کے ذریعے سے انبیاء رسالت کے فرائض انجام دیتے تھے۔

لقد ارسلنا بالبینات و انزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط"

ترجمہ "یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو واضح و روشن معجزے دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ ساتھ کتاب اور (انصاف کا) ترازو نازل کیا تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔"

اسی بنا پر بعثت انبیاء و رسل کا فلسفہ اور مقصد اجتماعی عدالت اور عدل و انصاف کا قیام ہے اور وہ ذریعہ جو انبیاء اپنے ساتھ لائے تھے ان میں سے ایک کتاب تھی ہدایت کے لئے اور دوسرا میزان (ترازو) تھا حق اور باطل کو تولنے کے لئے

سوال نمبر۲۰ : "مقالید" اور "مفاتح" (کنجیاں) قرآن مجید کی کس آیت میں ذکر ہوئی ہیں؟ اگر ان کے معانی میں کوئی فرق ہے تو وہ بھی بیان کریں۔

جواب : مندرجہ ذیل تین آیات میں "مفاتح" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

۱۔ **"وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھوا"** (۷)

ترجمہ "اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں صرف وہی جانتا ہے"

۲۔ **او بیوت خالاتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم"** (۸)

ترجمہ "تمہارے لئے کھانا پینا (تصرف کرنا) ممنوع نہیں ہے) اپنی خالاؤں کے گھر میں یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھر ہیں"

۳۔ **"و آتیناہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبة اولی القوة"** (۹)

ترجمہ "اور ہم نے اس (قارون) کو اس قدر خزانے عطا کئے تھے کہ ان کی کنجیاں ایک قوت دار جماعت (کی جماعت) کو اٹھانا دوبھر ہو جاتا تھا"

دوسری اور تیسری آیت کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ "مفاتح" کے معنی کھولنے اور بند کرنے کی کنجیاں ہیں اور کنجیوں کی خاصیت ہی یہی ہے کہ ان سے کسی دروازے وغیرہ کو کھولا بھی جاتا ہے اور بند بھی کیا جاتا ہے "**ماملکتم مفاتحہ**" سے مراد وہ جگہیں ہیں جن کی کنجیاں آپ کے پاس ہوں کہ جب بھی چاہیں ان کے دروازے کھول لیں اور جب چاہیں بند کرلیں۔ پس مفاتح کے معنی ایسی کنجیاں ہیں کہ جن سے دروازہ کھولا اور بند کیا جائے۔

مندرجہ ذیل آیات میں "مقالید" کا ذکر ہوا ہے۔

ا۔ **اللہ خالق کل شئی وھو علی کل شی وکیل لہ مقالید السموات والارض**" (۱۰)

ترجمہ "خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگہبان ہے' سارے آسمانوں وزمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں"

۲۔ **لہ مقالید السموات والارض یبسط الرزق لمن یشاء و یقدر**" (۱۱)

ترجمہ "سارے آسمانوں و زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں' جس کے لئے چاہتا ہے روزی کو فراخ یا تنگ کر دیتا ہے۔

"مفاتح" اور "مقالید" کو عام طور پر "کنجیوں" اور "خزانوں" کے معانی میں لیا گیا اور تینوں معانی کو ایک سمجھا اور بتایا گیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مقالید' مفاتح اور خزائن سے مراد خدا کی قدرت ہے۔ اگر ہم یہ کہیں کہ عرب کی لغت میں مترادف کا کوئی وجود ہے اور چند الفاظ ہم معنی بھی ہو سکتے ہیں بغیر کسی تبدیلی اور اختلاف کے تو ہم ان کو ایک ہی معنی میں لے سکتے ہیں۔ لیکن اگر ہمارا یہ عقیدہ ہو کہ ہر لفظ کا فقط ایک معنی ہوتا ہے اگرچہ دوسرے الفاظ بھی اسی معنی میں آسکتے ہوں لیکن اگرچہ تھوڑا سی لیکن اختلاف ضرور ہونا چاہئے اس صورت میں مفاتح کے معنی ایسی کنجیاں ہیں جو کھول اور بند کر سکتی ہیں اور مقالید کے معنی ایسی کنجیاں ہیں جو صرف کھول سکتی ہیں۔ اس بنا پر مفاتح کے معنی مقالید سے وسیع تر ہوں گے لیکن مقالید مفاتح سے بہت زیادہ لطیف اور فائدہ مند ہو گا کیونکہ جو دروازہ مقالید سے کھلے وہ بند نہیں ہو گا۔

سوال نمبر ۲۱ : کلمہ استرجاع کسے کہتے ہیں

جواب : بہت سی آیات میں انسان کے انجام کو خدا کی طرف لوٹنا قرار دیا گیا ہے۔

"الی الی ربک الرجعیٰ" (۲) ترجمہ۔ تیرے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے۔
"الی اللہ مرجعکم جمیعا" (۳) ترجمہ۔ تم سبھی کو خدا کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔
واللہ یقبض ویبسط والیہ ترجعون (۴) ترجمہ۔ اور خدا ہی تنگدست کرتا ہے اور وہی کشائش دیتا ہے اور تم سب اسی طرف لوٹ جاؤ گے۔
"انا للہ وانا الیہ راجعون" ترجمہ "ہم خدا ہی کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اس جملے کو عام طور پر کسی کی وفات کی خبر سننے کے بعد پڑھا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۲۲ : آیات کی رو سے قیامت کی کم از کم پانچ صفات لکھیں؟

جواب : قرآن مجید میں قیامت کے لئے بہت سی صفات مذکور ہوئی ہیں کیونکہ ہم مسلمانوں کی آسمانی کتاب کے بہت بڑے حصے میں انسان کو آئندہ پیش آنے والے مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً موت، قیامت، جنت اور دوزخ وغیرہ تو ذیل میں صرف چند صفات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایسا دن کہ جس میں بعض کے چہرے سفید اور بعض کے سیاہ ہوں گے۔ یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ" (۱۵)
۲۔ ایسا دن کہ جس میں سبھی اکٹھے ہوں گے "یوم یحشرھم جمیعا"" (۱۶)
۳۔ ایسا دن کہ جب تمام پردے ہٹ جائیں گے اور ہر چیز واضح ہوجائے گی۔ "یوم تبلی السرائر" ((۱۷)
۴۔ ایسا دن کہ جس میں سب ایک دوسرے سے دور بھاگیں گے۔ "یوم یفر المرء من اخیہ" (۱۸)
۵۔ ایسا دن کہ جس میں کئی لوگ نقصان میں رہیں گے۔ یوم التغابن (۱۹)
۶۔ سب کے اکٹھا ہونے کا دن "یوم الجمع" (۲۰)
۷۔ اعمال کے حساب و کتاب کا دن "یوم الحساب" (۲۱)
۸۔ جس دن زمین خود زبان کھولے گی اور کلام کرے گی۔ "یومئذ تحدث اخبارھا" (۲۲)

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جو قیامت کی صفات بیان کرتی ہیں اور "یوم" کے ساتھ آئی ہیں۔ کتاب کشف الآیات میں کلمہ "یوم" کے ذیل میں رجوع کرکے

قیامت سے متعلق آیات معلوم کی جاسکتی ہیں۔

یہ یاددہانی بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم میں "قیامت" کا ستر مرتبہ ذکر ہوا ہے اور قرآن مجید کا تقریباً ایک تہائی حصہ قیامت کے بارے میں ہے۔

سوال نمبر ۲۳ : جن "متقین" کا سرمایہ ہدایت قرآن مجید ہے ان کی کیا علامات ہیں؟ آیات کی رو سے بیان کریں!

جواب : سورۂ بقرہ کی آیت ۲ میں اس طرح آیا ہے:

"ذلک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین۔"

ترجمہ "یہ وہی کتاب (خدا) ہے جس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں یہ پرہیزگاروں کی راہنما ہے۔

اس آیت کے بعد پرہیزگاروں کی صاف اور واضح صفات بیان ہوئی ہیں۔

الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلاۃ و مما رزقنا هم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک و بالاخرۃ ہم یوقنون"

مذکورہ دو آیتوں کی روشنی میں پرہیزگاروں کی صفات یہ ہیں

۱۔ غیب پر ایمان رکھتے ہیں ۲۔ نماز قائم کرتے ہیں ۳۔ راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں ۴۔ آخری رسولؐ پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں ۵۔ گذشتہ انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوئیں ہیں ان پر ایمان رکھتے ہیں ۶۔ قیامت کے دن پر بھی یقین رکھتے ہیں۔

سوال نمبر ۲۴ : آیات کی مدد سے لکھیں کہ کون سی چیز جنگ اور خونریزی سے بھی بدتر ہے؟

جواب : اگرچہ جنگ اجتماعی نظام میں عظیم تبدیلیوں کا باعث بنتی ہے اور بسا اوقات بھیانک آثار بھی چھوڑتی ہے لیکن فتنہ تو معاشرے کے لئے جنگ سے بھی زیادہ تباہ کن ہوتا ہے۔ فتنہ کے ذریعہ آگ کو بھڑکایا جاتا ہے، معاشرے کو درہم برہم کردیا جاتا ہے اور تفرقہ بازی اور اختلاف پیدا کیا جاتا ہے۔ اسی لئے فتنہ جنگ سے بڑھ کر نقصان دہ ہوتا ہے کیونکہ جنگ میں دشمن سامنے ہوتا ہے لیکن فتنہ و آشوب میں دشمن خود گھر میں رہ کر پشت میں خنجر گھونپ رہا ہوتا ہے:

"الفتنة اشد من القتل" ترجمہ: فتنہ پردازی خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے۔ (بقرہ

(۱۹
والفتنة اکبر من القتل " ترجمہ: اور فتنہ پردازی کشت و خوں سے بھی بڑی چیز ہے بقرہ/ (۲۱۷)

سوال نمبر۲۵ : قرآن مجید نے خاتم الانبیاء کے لئے جو خصوصیات بیان کی ہیں وہ لکھیں؟

جواب : رسول کریم (ص) کے لئے قرآن مجید میں بہت سی صفات بیان ہوئی ہیں کہ جن میں سے بعض کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے:

۱۔ "**نبی امی**" ایسا پیامبر جس نے کسی سے سبق نہیں پڑھا (اعراف / ۱۵۷' ۱۵۸) البتہ امی کو عوامی کے معنی میں بھی لیا گیا ہے۔ یعنی ایسا نبی کہ جسے اللہ نے عوام سے اور امت کے درمیان سے چنا ہے ان لوگوں کے مقابلے میں کہ جو اشرافیہ اور دولت مند طبقہ سے تھے۔ ۲۔ "**نذیر مبین**" واضح طور پر ڈرانے والا (حجر/ ۸۹) ۳۔ "**ناصح امین**" امانت دار اور خیر خواہ (اعراف / ۶۸) ۴۔ "**خاتم النبیین**" خاتم الانبیاء آخری نبی (احزاب / ۴۰) ۵۔ "**اول المسلمین**" خدا کے آگے پہلا سر جھکانے والا (اعراف / ۱۴۳) ۶۔ "**رحمۃ للعالمین**" تمام جہانوں کے لئے رحمت (انبیاء / ۱۰۷) ۷۔ "**عزیز علیه ماعنتم**" مومنین کا تکلیف اٹھانا اس پر گراں ہے (توبہ / ۱۲۸) ۸۔ "**حریص علیکم**" تمہارے اوپر حریص ہے (توبہ / ۱۲۸) ۹۔ "**رؤف**" شفقت والا ہے (توبہ / ۱۲۸) ۱۰۔ "**رحیم**" مہربان (توبہ / ۱۲۸) ۱۱۔ "**خلق عظیم**" نبی عظیم کردار کا مالک ہے (قلم / ۴) ۱۲۔ "**اسوۃ حسنۃ**" بہترین نمونہ عمل ہے (احزاب / ۲۱)

سوال نمبر۲۶ : قرآن کی رو سے بتائیں کہ کون سی شخصیات قرآنی آیات کی تاویل کو جانتی ہیں؟

جواب : اس کا جواب سوال نمبر ۱۳ کے ذیل میں ذکر ہو چکا ہے

سوال نمبر۲۷ : قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے کن چیزوں کا جاننا ضروری ہے؟

جواب : قرآن سے استدلال اور چیز ہے اور قرآن کا سمجھنا اور چیز ہے۔ بعض لوگ اپنے کسی دعوے کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید سے استدلال کرتے ہیں یا کسی فرضیے کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کا سہارا لیتے ہیں۔ یہ چیزیں قرآن فہمی سے بالاتر مقام رکھتی ہیں

اور جس چیز کا سوال کیا گیا ہے وہ قرآن مجید کو سمجھنے کا طریقہ ہے۔ اگر ہم قرآن کو سمجھنا چاہتے ہیں تو ضروری ہے کہ قرآنی زبان کو جانتے ہوں اور اس سے پوری طرح آشنا ہوں۔ ذیل میں ہم اجمالی طور پر قرآنی زبان کو سمجھنے کے ذرائع بیان کرتے ہیں:

۱۔ قرآن کو ہم پڑھ سکیں۔ کم از کم ہمیں دیکھ کر پڑھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے عبارت کے لحاظ سے قرآن مجید کا اچھی طرح پڑھنا اس کے مفاہیم کو سمجھنے کے لئے پہلا قدم ہے۔

عربی اسباق میں اساتذہ امتحان لینے کے لئے، شاگردوں سے ترجمہ کرنے کا ہی کہتے ہیں کیونکہ وہ عبارت کے پڑھنے کی روش اور طریقے سے ہی سمجھ جاتے ہیں کہ شاگرد سبق کو سمجھ سکا ہے یا نہیں؟

۲۔ کلمات کی جملہ بندی اور لغات کا اصل ڈھونڈنے کے لئے صرف اور نحو (گرائمر) سے معمولی آشنائی۔

۳۔ لغت سے معمولی آشنائی اور کتب لغت میں رجوع کرنے کے ساتھ یہ مرحلہ آسانی سے انجام پا جاتا ہے۔ ان تین نکات کے ساتھ جو چیز آدمی کو قرآن فہمی میں سب سے زیادہ مدد دیتی ہے وہ قرآن مجید پڑھنے کی مسلسل مشق ہے۔ یعنی جتنا زیادہ پڑھے گا قرآن مجید کو سمجھنے کے لئے اتنی ہی بہتر راہیں ہموار ہوں گی۔ البتہ اگر آدمی تاریخ کے ساتھ بھی آشنائی رکھتا ہو تو کچھ زیادہ سمجھے گا۔ فلسفہ سے آگاہ ہو تو اور زیادہ سمجھے گا اور اگر روایات کی سوجھ بوجھ اور فقہ اللغتہ سے آشنائی ہو تو اور بھی بہتر طور پر سمجھے گا۔

سب سے اہم نکتہ یہ ہے کہ جو چیز سب سے پہلے اور سب سے زیادہ قرآن مجید کے معانی کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے وہ صاف اور شفاف دل ہے کہ جس میں انوار الٰہی جلوہ گر ہو سکیں۔ سب سے پہلے دل سے زنگ اور میل اتارنا چاہئے اور دل کو خداوند سبحانہ کا حق نما آئینہ بنانا چاہئے تاکہ اس کے کلام کو سمجھا جا سکے۔ اس مہم کو سر کرنے کے لئے قرآن کریم کی مشق کرنے کے علاوہ، ریاضت نفس، دنیوی تعلقات سے چھٹکارا اور صرف خدا ہی کی بندگی کو اپنایا جانا چاہئے۔

سوال نمبر ۲۸ : ان عورتوں کے نام لکھیں جنہیں قرآن مجید میں اچھائی سے یاد کیا گیا ہے؟ ان سے متعلقہ آیات بھی تحریر کریں!

جواب :

۱۔ حضرت حوا حضرت آدمؑ کی بیوی (بقرہ/۳۵‘۳۶)
۲۔ حضرت آسیہ بنت مزاحم فرعون کی بیوی (قصص/۹‘ تحریم/۱۱)
۳۔ حضرت موسیٰؑ کی والدہ جناب عمران کی بیوی (قصص/۷)
۴۔ حضرت موسیٰؑ کی بہن (قصص/۱۱۔ طہٰ/۴۰)
۵۔ سارہ‘ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اور حضرت اسحٰقؑ کی والدہ ماجدہ (ھود/۷۲‘۷۳)
۶۔ حضرت ہاجرہ‘ حضرت ابراہیمؑ کی بیوی اور حضرت اسماعیلؑ کی والدہ ماجدہ (ابراہیم/ ۳۷)
۷۔ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادیاں (قصص/۲۳‘۲۷)
۸۔ حضرت مریم‘ حضرت عیسیٰؑ کی والدہ (آل عمران/۳۷‘۳۸)
۹۔ حضرت عمرانؑ کی بیوی حضرت مریمؑ کی والدہ (آل عمران/۳۵+ تحریم/۱۲)
۱۰۔ حضرت زکریاؑ کی بیوی‘ حضرت یحییٰؑ کی والدہ (آل عمران/۳۹)
۱۱۔ اور بھی.......

سوال نمبر۲۹ : آیات کی رو سے لکھیں کہ ہلاکت اور بربادی سے نجات پانے کا کیا راستہ ہے؟

جواب : خداوند تعالیٰ سورۂ والعصر میں فرماتا ہے:

"والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین آمنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر

ترجمہ۔ عصر کی قسم‘ بے شک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور آپس میں حق اور صبر کی وصیت اور سفارش کرتے رہے۔

اس سورت کی بنا پر ہلاکت سے بچاؤ کا راستہ مندرجہ ذیل امور میں ہے۔

۱۔ ایمان ۲۔ اچھا کردار ۳۔ لوگوں کو حق کی سفارش کرنا ۴۔ لوگوں کو صبر کی تلقین کرنا

سوال نمبر۳۰ : اللہ کی مضبوط رسی (**عروۃ الوثقیٰ**) کو مضبوطی سے پکڑنے کی دو بنیادی شرائط ہیں۔ قرآن سے مدلل کر ان شرائط کو لکھیں۔

جواب : سورۂ بقرہ کی مشہور و معروف آیت۔ آیت الکرسی میں ارشاد ہوتا ہے:

"فمن یکفر بالطاغوت و یومن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ

لاانفصام لها"

ترجمہ۔ تو جس شخص نے طاغوت (جھوٹے خداؤں) سے انکار کیا اور خدا پر ہی ایمان لایا تو اس نے وہ مضبوط رسی پکڑلی جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی۔

وہ دو بنیادی شرائط جو خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے لازمی ہیں ان میں سے ایک طاغوت کو پست کرنا۔ (جھوٹے خداؤں کا انکار) اور دوسری شرط خدا پر ایمان لانا ہے اور ان دونوں کا ایک ساتھ انجام پذیر ہونا بھی ضروری ہے۔ یعنی یہ ناممکن ہے کہ کسی کے دل میں طاغوت کی محبت بھی ہو اور وہ مومن بھی ہو خدا پر ایمان لانے کی شرط ہر اس چیز سے دوری ہے جس میں طاغوت کی نشانی ہو یعنی وہ طاغوت کا مظہر ہو۔

سوال نمبر ۳۱ : قرآن مجید کی کون سی سورتیں "مسبحات" کے نام سے مشہور ہیں؟

جواب : ایسی سورتیں جو "مسبح" کے مادہ سے شروع ہوتی ہیں انہیں قرآنی اصطلاح میں "مسبحات" کہتے ہیں اور وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ سورۂ اسراء (بنی اسرائیل) **سبحان الذی اسری بعبدہ......"**

۲۔ سورۂ حدید **"سبح للہ مافی السموات والارض......"**

۳۔ سورۂ حشر **"سبح للہ مافی السموات ومافی الارض......"**

۴۔ سورۂ صف **"سبح للہ مافی السموات ومافی الارض......**

۵۔ سورۂ جمعہ **"یسبح للہ مافی السموات ومافی الارض......"**

۶۔ سورۂ تغابن **"یسبح للہ مافی السموات ومافی الارض......"**

۷۔ سورۂ اعلیٰ **"سبح اسم ربک الاعلیٰ......"**

مندرجہ بالا سورتوں کو "مسبحات سبعہ" بھی کہتے ہیں، اگر غور کیا جائے تو "مسبحات سبعہ" میں "سبح" کا مادہ مصدری، ماضی، مضارع اور انشائی صورتوں میں آیا ہے۔ تسبیح کے معانی کے بارے میں بھی مختلف نظریات بیان ہوئے ہیں سب سے بہترین معنی وہی ہے جو قرآن مجید نے خود بیان کیا ہے کہ "تمام چیزیں خدا کی تسبیح بیان کرتی ہیں لیکن تم ان کی دلنشین تسبیح کو نہیں سمجھ سکتے۔ **"ولکن لا تفقھون تسبیحھم"** (الاسراء / ۴۴)

سوال نمبر ۳۲ : قرآن کی رو سے لکھیں کہ ملائیکہ نے حضرت مریمؑ کو کیا خوشخبری دی اور حضرت مریمؑ سے کیا کام کرنے کی درخواست کرتے ہیں؟

جواب : خدا کے فرشتوں نے حضرت مریمؑ کو دو خوشخبریاں دیں:

۱۔ **واذ قالت الملائیکۃ یا مریم ان اللہ اصطفیٰک و طھرک واصطفیک علی نساء العالمین** " (آل عمران / ۴۲)

ترجمہ: اور (وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے (حضرت مریمؑ سے) کہا اے مریمؑ! خدا نے تمہیں چن لیا ہے اور (تمام گناہوں اور برائیوں سے) پاک صاف رکھا اور ساری دنیا جہان کی عورتوں میں سے منتخب کرلیا ہے۔

۲۔ **اذ قالت الملائیکۃ یا مریم ان اللہ یبشرک بکلمۃ منہ اسمہ المسیح عیسی ابن مریم وجیھا فی الدنیا والاخرۃ ومن المقربین** " (آل عمران / ۴۵)

ترجمہ: (اور وہ وقت بھی یاد کرو) جب فرشتوں نے (مریمؑ سے) کہا اے مریمؑ! خدا تم کو صرف اپنے کلمہ اور حکم (سے ایک لڑکے کی پیدائش) کی خوشخبری دیتا ہے جس کا نام مسیحؑ عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوگا (اور) وہ دنیا اور آخرت (دونوں) میں باعزت (و آبرو) اور خدا کے مقرب بندوں سے ہوگا۔

اسی طرح ملائیکہ حضرت مریمؑ سے سفارش کرتے ہیں:

۱۔ اطاعت شعاری کو اپنا وظیفہ قرار دیں۔

۲۔ خدا کا سجدہ کرنے والوں میں سے ہوں۔

۳۔ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کریں۔

"یا مریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین" (آل عمران / ۴۳)

ترجمہ: اے مریمؑ اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرو اور سجدہ اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرتی رہو۔

سوال نمبر ۳۳ : قرآن مجید کی رو سے لکھیں کہ **"صراط مستقیم"** (سیدھا راستہ) کیا ہے؟ اور کون سا ہے؟

جواب : نماز میں ہم کئی بار خداوند تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں صراط مستقیم (سیدھے راستے) کی طرف ہدایت کرے' خداوند کریم نے صراط مستقیم کی پہچان مختلف

طریقوں سے کرائی ہے۔

۱۔ صراط مستقیم ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر خدا نے اپنی نعمتیں نازل فرمائی ہیں۔

صراط الذین انعمت علیهم " (حمد/۷)

۲۔ سیدھا راستہ وہی عبادت اور بندگی کا راستہ ہے۔

ان اللہ ربی و ربکم فاعبدوہ هذا صراط مستقیم " (آل عمران/۵۱)

ترجمہ: بے شک خدا ہی تمہارا اور میرا پروردگار ہے پس اس کی عبادت کرو (کیونکہ) یہی (نجات کا) سیدھا راستہ ہے۔

خداوند عالم نے جب شیطان کو اپنی بارگاہ سے نکال دیا تو اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ سب کو دھوکا دے گا اور انہیں حق کے راستے سے منحرف کرے گا سوائے خدا کے مخلص بندوں کے (کہ ان کو گمراہ نہیں کر سکے گا)

"**الا عبادک منهم المخلصین**" (حجر/۴۰)

ترجمہ: سوائے تیرے مخلص بندوں کے۔ پھر خداوند فرماتا ہے

"**ان عبادی لیس لک علیهم سلطان**" (حجر/۴۲)

ترجمہ: میرے (مخلص) بندوں پر تمہاری کسی طرح کی بھی حکومت نہیں ہوگی۔

واضح ہے کہ خدا کے مخلص بندے فریبی شیطان کی چالوں میں نہیں آئیں گے۔

اسی طرح سورۂ یٰسین میں بھی فرماتا ہے:

وان اعبدونی هذا صراط مستقیم " (یٰسین/۶۱) ترجمہ: میری ہی عبادت کرو کہ یہی سیدھا راستہ ہے۔

سوال نمبر ۳۴ : معراج پیغمبرؐ کیا ہے؟ اور قرآن مجید کی کس سورت میں اس کی طرف اشارہ ہوا ہے؟

جواب : معراج رسول کریمؐ کا مسجد الحرام سے بیت المقدس تک راتوں رات کا سفر ہے کہ جہاں سے وہ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے اور آسمان کی بلندیوں میں خداوند کی عظمتوں کا نظارہ کیا۔ اس سفر کو سورۂ بنی اسرائیل کی ابتداء میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

"**سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حوله لنریه من اٰیاتنا**

ترجمہ: پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو راتوں رات مسجد الحرام (خانہ

کعبہ) سے مسجد اقصیٰ تک کی سیر کرائی جس کے گرد ہم نے ہر قسم کی برکت مہیار کر رکھی ہے تاکہ اس کو اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھلائیں)

واقعہ معراج کے تسلسل کو سورۂ "نجم" میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

ولقد راہ نزلۃ اخری عند سدرۃ المنتھی عندھا جنۃ الماوی اذ یغشی السدرۃ ما یغشی ما زاغ البصر و ما طغی لقد رای من آیات ربہ الکبری " (نجم / ۱۳ تا ۱۸)

ترجمہ: اور انہوں نے تو اس (جبرئیل) کو ایک بار (شب معراج) پھر دیکھا ہے سدرۃ المنتھی کے نزدیک اسی کے پاس تو رہنے کی بہشت ہے جب چھا رہا تھا (درخت) سدرہ پر جو چھا رہا تھا (اس وقت بھی) ان کی آنکھ نہ تو اور طرف مائل ہوئی اور نہ ہی حد سے آگے بڑھی (نافرمانی نہیں کی) انہوں نے یقیناً اپنے پروردگار (کی قدرت) کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔

معراج کے بارے میں ہمارا یہ جاننا ضروری ہے کہ:

۱۔ نبی کریمؐ کا معراج ایک حقیقی اور سچا امر تھا کوئی خواب وغیرہ نہیں تھا۔

۲۔ معراج روحانی نہیں بلکہ ایک جسمانی امر تھا

۳۔ معراج بھی رسول کریمؐ کے معجزات میں سے ایک ہے

معراج کے بارے میں زیادہ تفصیلات جاننے کے لئے تفسیر کی کتابوں اور ان دو سورتوں کی آیات کے ذیل میں رجوع کیا جائے۔

سوال نمبر ۳۵ : جن عورتوں کو قرآن مجید میں برائی سے یاد کیا گیا ہے ان کا آیات کے حوالے سے ذکر کریں۔

جواب : جن عورتوں کو قرآن مجید میں برائی سے یاد کیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ حضرت نوحؑ کی بیوی

۲۔ حضرت لوطؑ کی بیوی

۳۔ ابولہب کی بیوی

خداوند کریم نے پہلی دو خائن عورتوں کا سورۂ "تحریم" کی آیت ۱۰ میں اس طرح تعارف کرایا ہے "**ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امراۃ نوح و امراۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتا ھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیا و قیل ادخلا النار مع الداخلین**"

ترجمہ: خداوند تعالیٰ نے کافروں کے لئے (حضرت) نوحؑ اور (حضرت) لوطؑ کی بیویوں کی مثال دی ہے جو ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں تو دونوں نے اپنے شوہروں سے دغا (خیانت) کی تو ان کے شوہر خدا کے مقابلے میں ان کے کچھ بھی کام نہ آئے اور ان دو (عورتوں) کو حکم دیا گیا کہ جہنم جانے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ۔

ابولہب کی بیوی

خداوند عالم سورۂ "تبت" میں اس طرح فرماتا ہے "**وامراته حمالة الحطب فی جیدها حبل من مسد**"

ترجمہ: اور اس (ابولہب) کی بیوی بھی جو سر پر (جہنم) کا ایندھن اٹھائے پھرتی ہے اور اس کے گلے میں بٹی ہوئی رسی (بندھی) ہے

سوال نمبر۳۶ : قرآن مجید کی رو سے لکھیں کہ چور کی کیا سزا ہے؟

جواب : خداوند تعالیٰ سورۂ مائدہ آیت ۳۸ میں چوروں کے بارے میں یوں فرماتا ہے:

"**والسارق والسارقة فاقطعوا ایدیهما جزاء بما کسبا نکالا من الله والله عزیز حکیم**"

ترجمہ: اور چور (خواہ) مرد ہو یا عورت تم ان کے کرتوت کی سزا میں ان دونوں کا ہاتھ کاٹ ڈالو۔ یہ (ان کی سزا) خدا کی طرف سے ہے اور خدا تو بڑا زبردست۔ حکمت والا ہے۔

اس آیت مبارکہ کے حکم کی رو سے ہاتھ کاٹنا چاہیے چاہے چور مرد ہو یا عورت البتہ اس کے کچھ شرائط اور قوانین ہیں کہ جو عدالت اور قصاص کی کتابوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ زیادہ تفصیلات کے لئے فقہی کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر۳۷ : قرآن مجید کی رو سے لکھیں کہ معاشرے میں قصاص کے کیا اثرات ہیں؟

جواب : سورۂ بقرہ/۱۷۹ میں ارشاد ہوتا ہے:

"**ولکم فی القصاص حیوة یا اولی الالباب**" ترجمہ: اے عقلمندو! قصاص میں تمہاری زندگی ہے۔

اگر موجودات عالم کی طبعی زندگی میں تھوڑا سا خلل بھی واقع ہو تو وہ تباہی اور بربادی کی طرف چلی جاتی ہیں۔ نباتات کا سبزہ ان کی زندگی کی علامت ہوتا ہے اگر سبزیاں بیماری کی

لپیٹ میں آجائیں یا کوئی دوسرا ان کی عمومی اور طبعی زندگی میں مداخلت کرے تو وہ اپنا رنگ کھو دیتی ہیں زرد ہو جاتی ہیں اور پھر خشک ہو کر گر پڑتی ہیں۔ اسی لئے زراعت میں نباتات کی زندگی سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہم ان کی خرابیوں کو دور کرنے میں لگے رہتے ہیں اور جو چیز نباتات کی حیات کو نقصان پہنچاتی ہے اسے ان سے ہٹا دیا جاتا ہے۔

اسی طرح معاشرے کی بھی اپنی زندگی ہوتی ہے وہ زندگی ترقی کرتی ہے نشو و نما پاتی ہے اور پھل دیتی ہے وغیرہ...... امن و سکون کے سائے میں لوگوں کا جوش و خروش اور ان کی کوششیں معاشرتی حیات اور زندگی کی علامت ہوتی ہیں۔ اگر کوئی بھی نااہل لوگوں کی زندگی کو بدامنی میں تبدیل کر دے اور ان پر عرصہ حیات تنگ کر دے اور اجتماعی امن و سکون کو برباد کر دے تو اس صورت میں اجتماعی زندگی باقی نہیں رہتی اور امن و امان کے ختم ہو جانے سے معاشرے کا نظام درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ جاہل اعراب میں اگر کوئی قتل ہو جاتا تو وہ قاتل کے رشتہ داروں' قریبیوں حتیٰ کہ پورے قبیلے پر بھی رحم نہ کرتے اور قتل و غارت میں مصروف ہو جاتے تھے۔ ادھر وہ لوگ بھی اپنے دفاع یا اپنی قدرت نمائی کے لئے دوسرے قبیلے سے اتحاد کر لیتے اور پھر جنگ شروع ہو جاتی اور امن و سکون غارت ہو جاتا۔ اس اجتماع میں صلح اور صمیمیت' خلوص اور دوستی جو انسانی معاشرے کا لازمہ ہیں کیمیا کا درجہ رکھتے تھے جو بہت ہی کم اور ندرت کے ساتھ ہی حاصل ہوتے۔

رسول کریمؐ نے قصاص کے حکم کے ساتھ لوگوں کے لئے امن و سکون اور آسائش کی راہیں ہموار کیں تاکہ لوگ آرام سے زندگی گزار سکیں۔

سوال نمبر ۳۸ : قرآن کریم کی رو سے لکھیں کہ کن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے؟

جواب : جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے قرآن مجید میں ان کا اس طرح ذکر ہوا ہے:

۱۔ سوتیلی ماں: "ولا تنکحوا ما نکح آباؤکم من النساء"

۲۔ ماں: "حرمت علیکم امهاتکم"

۳۔ بیٹی: "وبناتکم"

۴۔ بہن: "واخواتکم"

۵۔ پھوپھی: "وعماتکم"

۶۔ خالہ: "وخالاتکم"

۷۔ بھتیجی: "وبنات الاخ"

۸۔ بھانجی: وبنات الاخت"

۹۔ رضاعی ماں (دودھ پلانے والی ماں): "امھاتکم التی ارضعنکم"

۱۰۔ رضاعی (دودھ شریک) بہن: واخواتکم من الرضاعۃ"

۱۱۔ ساس: وامھات نسائکم"

۱۲۔ بیوی کی پہلی بیٹی (۲۳) (گویا سوتیلی بیٹی): "و ربائبکم الاتی فی حجورکم من نسائکم الاتی دخلتم بھن"

۱۳۔ بہو: "وحلائل ابنائکم الذین من اصلابکم"

۱۴۔ دو بہنوں کے ساتھ ایک ساتھ نکاح: "وان تجمعوا بین الاختین"

۱۵۔ شوہردار بیوی: "والمحصنات من النساء" (۲۴)

سوال نمبر۳۹ : قرآن مجید کی رو سے لکھیں کہ قرآن مجید میں گذشتہ لوگوں کے واقعات کس مقصد کے تحت آئے ہیں۔

جواب : صلاحیتوں اور توانائیوں کی پرداخت اور ان کو اجاگر کرنے کے لئے کبھی تو واضح طریقہ خطاب اختیار کیا گیا ہے اور کبھی ان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے طریقہ مثال سے مدد لی جاتی ہے اور دوسری صورت میں بہت کشش اور جذب ہے۔ خداوند عالم نے گذشتہ لوگوں کے واقعات کو بیان کرنے کا فلسفہ کبھی تو اس لئے اختیار کیا ہے تاکہ لوگ ان کی تاریخ پر فکر کریں۔ سوچ بچار سے کام لیں اور ان کی ترقی یا تباہی کے راز کو سمجھ سکیں۔

"فاقصص القصص لعلھم یتفکرون" (اعراف / ۱۷۶) ترجمہ: پس انہیں گذشتگان کے قصے سناؤ تاکہ وہ لوگ سوچیں اور فکر کریں۔

کبھی تو گذشتگان کے واقعات کو عبرت حاصل کرنے کے لئے بیان کرتا ہے اگر پچھلی قوموں کے واقعات پر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کتنی اچھی اور کتنی بری اور ظالم اقوام بستی تھیں' ان کے واقعات ہمارے اور آیندہ نسلوں کے لئے ایک اچھا درس اور ایک اچھا سبق بن سکتے ہیں۔

"لقد کان فی قصصھم عبرۃ لاولی الالباب" (یوسف / ۱۱۱)

ترجمہ: گذشتگان کے واقعات میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے۔

سوال نمبر۴۰ : جن آسمانی کتابوں کا قرآن مجید میں نام لیا گیا ہے ان کے نام حوالہ آیات

کے ساتھ لکھیں؟

جواب :

۱۔ قرآن کریم "**ان ھو الا ذکر و قرآن مبین**" (سورۂ یٰسین/۶۹)

۲۔ صحف ابراہیم "**صحف ابرھیم و موسی**" (سورۂ اعلیٰ/۱۹)

۳۔ صحف موسیٰ "**ام لم ینبا بھا فی صحف موسیٰ**" (نجم/۳۶)

۴۔ حضرت موسیٰؑ کی تورات "**وانزل التورات والانجیل**" (آل عمران/۳)

۵۔ حضرت داؤدؑ کی زبور "**والزبر والکتاب المنیر**" (آل عمران/۱۸۴)

۶۔ حضرت عیسیٰؑ کی انجیل "**ویعلمه الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل**۔" (آل عمران/۴۸)

سوال نمبر۴۱ : دشمنی اور انتقام کی جڑیں اور بنیادیں شیطان کی طرف جاتی ہیں جو نہیں چاہتا کہ دنیا میں صلح و آشتی اور امن و سکون قائم ہو بلکہ وہ دشمنی اور جنگ و جدال سے بہت خوش ہوتا ہے۔ خداوند تعالیٰ سورۂ مائدہ آیت ۹۱ میں فرماتا ہے:

"**انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء**" ترجمہ: شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ وہ تم میں باہم عداوت اور دشمنی ڈلوا دے۔ واضح رہے کہ اگر کوئی معاشرہ اور عوام ایک دوسرے سے دشمنی رکھیں گے تو اس جامعہ کے لئے سعادت اور خوش بختی بے معنی ہو جائے گی۔ خدا سے روگردانی کرنا اور اس سے دوری اختیار کرنا ہی تمام دشمنیوں اور کینہ توزیوں کی بنیاد ہے' اس بارے میں شیطان بہت کوشش کرتا ہے کہ اہل ایمان کے دل سے یاد خدا کو نکال دے۔

"**و یصدکم عن ذکر اللہ**" ترجمہ: شیطان تمہیں یاد خدا سے روکتا ہے اگر یاد خدا دلوں سے نکل جائے اور معاشرہ خدا سے روگردانی اختیار کرے تو اس کی جگہ خود پرستی اور خود غرضی لے لے گی یہاں سب ایک دوسرے سے دست و گریباں ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی جان تک لینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔

سوال نمبر۴۲ : آیت کی رو سے لکھیں کہ ایمان والوں کے بدترین دشمن کون ہیں؟

جواب : اللہ تعالیٰ سورۂ مائدہ آیت ۸۲ میں اہل ایمان کے ساتھ عداوت اور دشمنی کے لحاظ سے سب سے بدترین لوگوں کو اس طرح سامنے لاتا ہے:

"لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین امنوا الیھود والذین اشرکوا۔"

ترجمہ: اور (اے رسولؐ) تم یہودیوں اور مشرکوں کو ایمان والوں کا سب سے بڑھ کر دشمن پاؤ گے۔ اسی بناء پر مومنوں کے سخت ترین دشمن دو گروہ ہیں جو ہمیشہ ہی جنگ اور دشمنی میں مصروف رہتے ہیں۔

۱۔ یہودی

۲۔ مشرکین

اسلامی دنیا کو ہمیشہ ان دیرینہ دشمنوں کے مقابلہ میں ہوشیار رہنا چاہیے۔

سوال نمبر ۴۳ : تفسیر، کشف الایات، کشف المطالب اور آیات الاحکام کس مقصد کے لئے استعمال ہوتی ہیں؟

جواب : جو کتابیں قرآن مجید کے فرعی مسائل کے بارے میں بحث کرتی ہیں مثال کے طور پر نزول قرآن اور قرآن کی جمع آوری کی کیفیت کے بارے میں بحث، آیات کی تعداد وغیرہ ...... ان جیسے موضوعات پر "علوم قرآنی" کے عنوان کے تحت بحث و گفتگو کی جاتی ہے۔

جو کتابیں قرآنی آیات کی وضاحت کرتی ہیں آیات کا مطلب اور ان کی مراد کو انسانی بیان کے ذریعے اجاگر کرتی ہیں دوسرے لفظوں میں کلام الٰہی کے راز سے پردہ اٹھاتی اور روایات کے معانی کو بیان کرتی ہیں، ان کتابوں کو "تفسیر کہتے ہیں۔

وہ کتابیں جو کسی لفظ کے ڈھونڈنے یا لفظ کے استعمال ہونے کی تعداد یا کسی آیت کے ڈھونڈھنے میں، جبکہ ہم اس آیت کا ایک لفظ یا آیت کا کچھ حصہ جانتے ہوں، ہماری مدد کریں تو ایسی کتابوں کو "کشف الایات" کہتے ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی موضوع پر کام کرنا چاہتا ہو، مثال کے طور پر "انسان" یا "انفاق" کے موضوع پر تو سب سے پہلا قدم یہ ہونا چاہیے کہ وہ قرآن سے یہ چیزیں حاصل کرنے کے لئے ان آیات کی طرف رجوع کرے جن میں انسان یا انفاق کا مادہ استعمال کیا گیا ہے۔ اگر ہم یہ جاننا چاہتے ہوں کہ مثال کے طور پر فلاں آیت کس سورت میں ہے اور کونسی آیت ہے تو بھی کسی ایسی ہی کتاب کی ضرورت ہوگی۔

"کشف المطالب" ان کتابوں کا عنوان ہے جن میں قرآن مجید کے موضوعات کی جمع بندی کی گئی ہے اور ہر ایک موضوع کے لئے اس سے متعلق آیات کی بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ مثال کے طور پر قیامت، جنت، دوزخ اور برزخ وغیرہ ...... کشف المطالب کی مدد سے قرآن کے موضوعی مباحث میں بہت زیادہ تیزی پیدا کی جاسکتی ہے۔

"آیات الاحکام" ایسی کتب ہیں جن میں ایسی آیات جمع کر کے ان کی تشریح اور تفسیر کی گئی ہے جو مسلمانوں کے لئے کسی خاص حکم کو بیان کرتی ہیں مثال کے طور پر نماز کا حکم، روزہ کا حکم، حج کا حکم وغیرہ......

سوال نمبر ۴۴ : "مباہلہ" کیا ہے؟ رسول کریمؐ کا مباہلہ کن لوگوں کے ساتھ تھا؟ کس سورت اور آیت میں اس طرف اشارہ ہوا ہے؟

جواب : مباہلہ ایک دوسرے کو نفرین کرنے کے معنی میں ہے، اس لحاظ سے دو آدمی یا دو گروہ جو اعتقادی لحاظ سے مختلف نظریات رکھتے ہوں اور ہر ایک اپنے عقاید کے برحق ہونے کا دعویٰ کرتا ہو تو اگر تمام مناظروں اور دلیلوں کو قائم کرنے کے بعد بھی کوئی قائل نہ ہو اور ایک دوسرے کی باتوں کو قبول نہ کرتے ہوں تو اس مرحلے پر ایک دوسرے پر نفرین اور لعنت کرنے کی نوبت آتی ہے۔ مباہلہ کسی آدمی کے اعتقاد کی آخری منزل کو دکھلاتا ہے اور ان عقاید کو سچا ثابت کرتا ہے جن پر وہ آدمی عقیدہ رکھتا ہے اور ان کا دعویٰ کرتا ہے۔ رسول کریمؐ بعثت اور اسلام کی ترقی کے بعد دشمنوں کے حسد اور کینہ کا نشانہ بنے، تو ان کو مباہلہ کا حکم ملا۔

نجران کے عیسائیوں کے نمائندے طے شدہ منصوبے کے مطابق مباہلے کی جگہ پر پہنچے تو اچانک دیکھتے ہیں کہ رسول کریمؐ اپنے قریبی افراد کو مباہلے کے لئے لا رہے ہیں۔ امام حسینؑ کو گود میں لئے ہوئے ہیں، امام حسنؑ کا ہاتھ رسول کریمؐ کے ہاتھ میں ہے۔ حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہ زہراؑ نبی کریمؐ کے ساتھ ہیں۔ یہ دل ہلا دینے والا منظر تھا، رسول کریمؐ مباہلہ کے لئے اپنے عزیز ترین افراد کو میدان مباہلہ میں لائے ہیں۔ اس منظر کو دیکھ کر عیسائی بہت ہی خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے مباہلہ سے انکار کر دیا۔ تب انہیں صلح کرنے اور "ذمی" بننے کے شرائط کو قبول کرنا پڑا۔ ارشاد ہوتا ہے:

"فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین" (آل عمران/۶۱)

ترجمہ: پھر جب تمہارے پاس علم (قرآن) آچکا تو اس کے بعد بھی اگر تم سے کوئی (نصرانی عیسیٰؑ کے بارے میں) حجت کرے تو کہو کہ (اچھا میدان میں) آؤ، ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ ہم اپنی جانوں کو بلائیں تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر

خدا کی لعنت کریں۔

سوال نمبر۴۵ : قرآن مجید کی عینی حقیقت یا دوسرے لفظوں میں قرآن مجسم کون لوگ ہیں۔ اختصار سے لکھیں۔

جواب : قرآن مجید کی عینی حقیقت دراصل وہی قرآن مجید کا خارجی وجود اور مکمل اور واضح مصداق یعنی کامل انسان ہے کیونکہ قرآن ہدایت کی کتاب ہے۔ انسان کی ہدایت نقص سے کمال 'فقرذاتی سے ذاتی تونگری اور بے نیازی تک اور اسی کے پر فیض سرچشمہ سے متصل ہونا ہے۔ بلاشبہ انسان کامل کا پورا پورا مصداق خاتم الانبیاء اور اولیاء مکرمؑ ہیں' دوسرے لفظوں میں قرآن کی دو صورتیں ہیں۔ ایک شکل تو وہی کتابی اور لفظی ہے جبکہ دوسرا رخ اس کا خارجی اور حقیقی وجود ہے جو عالم معنی سے عالم اجسام تک آپہنچا ہے۔ اسی پاکیزگی کی حفاظت کرتے ہوئے جو بلند ترین پاکیزگی آئمہ معصومین (علیہم السلام) اور ان کے سرخیل حضرت رسول کریمؐ میں تھی' رسول کریمؐ فرماتے ہیں "**انی تارک فیکم الثقلین**" لہٰذا اللہ کی کتاب اور آئمہ ھدیٰ ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے اور نہ ہی ہوسکتے ہیں۔ جو لوگ قرآن کو تو لے لیتے ہیں لیکن ائمہ کو چھوڑ دیتے ہیں وہ گمراہی کی زندگی بسر کرتے ہیں اور جو لوگ قرآن کو چھوڑ کر بھی صرف ائمہ کا سہارا لیتے ہیں وہ بھی گمراہی کے راستے پر ہیں۔ حق اس قرآنی پرچم تلے ہے جو ائمہ کے ہاتھ میں ہے اور ائمہ کا سایہ ہمیشہ قرآن کے ساتھ ہے۔ خداوند تعالیٰ ہمیں ایک لحظہ بلکہ اس سے بھی کم وقت کے لئے بھی ان دو عظیم الٰہی سرچشموں سے جدا نہ کرے۔ (آمین)

سوال نمبر۴۶ : جن آیات میں غیبت کی مذمت کی گئی ہے انہیں بیان کریں؟

جواب : خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید کی ایک آیت میں غیبت کی پر زور مذمت کی ہے اور اس کی برائیاں بیان کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے روکا ہے۔

"یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا" من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا" ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا" فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم" (حجرات / ۱۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمان (بد) سے بچے رہو کیونکہ بعض بدگمانی گناہ ہے اور آپس میں ایک دوسرے کے حال کی ٹوہ میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے کوئی ایک' دوسرے

کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم تو ضرور اس سے نفرت کرتے ہو اور خدا سے ڈرو۔ بے شک خدا بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

آیت کا لہجہ بدگمانی یا سوء ظن جاسوسی اور غیبت کے متعلق بہت سخت ہے کیونکہ ان ناپسندیدہ اور مذموم صفات میں سے ہر ایک' معاشرے کے بنیادی ارکان کو اندر سے کھوکھلا کردیتی ہے۔

سوال نمبر ۴۷ : قرآن صامت کیا ہے؟ اور قرآن ناطق کون ہیں؟

جواب : قرآن صامت: یعنی ایسا قرآن جو خاموش ہے اور نہیں بولتا' اس سے مراد وہی قرآن ہے جو تمام مسلمانوں کے پاس ہے اور ہر کوئی اپنی فکر اور سوچ کے مطابق اس کے وسیع خوان نعمت سے فائدہ حاصل کرتا ہے اور اس کے پر فیض کھلیان سے خوشہ چینی کرتا ہے۔

قرآن ناطق: ایسا قرآن ہے جو بولتا اور کلام کرتا ہے اور وہ ہمارے ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں کیونکہ وہ قرآن کا دوسرا رخ اور تدوین شدہ کتاب کا حقیقی مجسمہ ہیں اور پوری کائنات کو ائمہ کے جمال میں دیکھا جاسکتا ہے۔ سوال نمبر ۴۵ میں بھی اسی چیز کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۴۸ : وہ کون سی آیت شریفہ ہے جو ہمیں دوسروں کو برے ناموں کے ساتھ پکارنے سے روکتی ہے؟

جواب : وہ آیت جو اس بارے میں وضاحت سے بیان ہوئی ہے اور مومنوں کو دوسرے لوگوں کو برے نام کے ساتھ پکارنے سے روکتی ہے وہ سورہ حجرات کی آیت ۱۱ ہے کہ جس میں خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

"یا ایھا الذین امنوا .... ولاتنابزوا بالالقاب" ترجمہ: اے ایمان والو ایک دوسرے کو (برے) القاب کے ساتھ یاد نہ کرو۔

سوال نمبر ۴۹ : قرآن مجید کے بارے میں تفسیر' تاویل اور تعبیر کے معانی اختصار سے بیان کریں؟

جواب : "تفسیر قرآن" یعنی الفاظ قرآن سے پردہ کشائی کرنا تاکہ اس کے معانی اور مفاہیم

کی گہرائی تک رسائی حاصل کی جاسکے۔ سوال نمبر۴۴ میں اس موضوع پر اچھی خاصی گفتگو ہو چکی ہے۔

"تاویل قرآن" ہر لفظ کا ایک مفہوم ہوتا ہے کہ جو سننے والے کے ذہن میں نقش چھوڑ جاتا ہے اور وہی مفہوم ایک خارجی حقیقت بھی رکھتا ہے جسے سننے والا اسی خارجی حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ذہن میں جگہ دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ہوا سرد ہے' یہ ایک ایسا کلام ہے جو انسان سنتا ہے اور اس کے ذہن میں سردی کا مفہوم ایجاد ہو جاتا ہے جس سے وہ سمجھ جاتا ہے کہ کہنے والے نے کیا کہا ہے۔ یہی بات ایک عینی اور خارجی حقیقت بھی رکھتی ہے کہ جو ہوا کی سردی ہے' ایک شخص کھڑکی کے نزدیک آتا ہے اور ہوا کی سردی کو محسوس کرتا ہے۔ اسی محسوس حقیقت کو ہی تاویل کہتے ہیں وہی حقیقت کہ جس کو انسان محسوس اور لمس کرتا ہے۔ خداوند عالم نے جو یہ فرمایا ہے کہ قرآن کی تاویل کو صرف **راسخون فی العلم** ہی جانتے ہیں' یہ قرآن کا لفظی معنی نہیں بلکہ یہ قرآن کی گہرائی اور اس کی حقیقت ہے (کہ **راسخون فی العلم** ہی قرآن کی حقیقت کو سمجھتے ہیں)

"تعبیر قرآن": یعنی قرآن مجید کے ظاہری الفاظ سے گزر کر اس کی خارجی حقیقت کی طرف جانا ہے قرآن مجید کے واقعات میں جو یہ کہا جاتا ہے **"عبرة لاولی الالباب"** (۴۵) یعنی یہ واقعات جو قرآن میں تمہارے لئے بیان ہوئے ہیں یہ جہاں تم ہو اس سے گزرنے اور وہاں پہنچنے کا ذریعہ اور باعث بن سکتا ہے کہ جہاں تم ہو سکتے ہو اور جہاں ہونا چاہئے۔ معنی کے لحاظ سے "تاویل" اور "تعبیر" میں کوئی زیادہ فرق نہیں ہے۔

سوال نمبر۵۰ : آیت **"کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء"** کس سورت میں آیا ہے؟ اختصار سے آیت کا مقصد بھی بیان کریں۔

جواب : یہ سورۂ حشر کی آیت ۷ ہے جس میں خداوند عالم فرماتا ہے:

"وما افاء اللہ علی رسولہ فما او جفتم علیہ من خیل ولارکاب ولکن اللہ یسلط رسلہ علی من یشاء واللہ علی کل شیء قدیر ۔ ما افاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ وللرسول ولذی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم......." (۴۶)

ترجمہ: اور جو (مال) خدا نے اپنے رسول' کو ان لوگوں سے (بغیر جنگ کے) دلوا دیا (اس میں تمہارا حق نہ ہی کیونکہ) تم نے اس کے لئے کچھ دوڑ دھوپ نہیں کی نہ گھوڑوں سے

اور نہ ہی اونٹوں سے مگر خدا اپنے پیغمبروں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ عطا کردیتا ہے اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ جو (مال) خدا نے اپنے رسولؐ کو دیہات والوں سے (بغیر لڑے) دلوا دیا ہے وہ خاص خدا اور رسولؐ اور (رسولؐ کے) قرابت داروں' یتیموں' محتاجوں اور پردیسیوں کا ہے تاکہ تم میں سے جو لوگ دولت مند ہیں دولت ہر پھر کر صرف ان میں ہی نہ رہے...... مندرجہ بالا آیت ان اموال کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ جسے مسلمانوں نے جنگ اور خونریزی کے بغیر حاصل کیا ہے۔ پہلے تو خداوند عالم نے ان اموال کو استعمال کرنے کے راستے بتائے اور بعد میں اس حکم کی علت اور فلسفہ بیان فرمایا ہے' اس معنی میں خدا' رسولؐ اور ان چار گروہوں میں مال کے تقسیم کرنے کی علت یہ ہے کہ مال کے انبار لگنے اور چند مخصوص اشخاص کے ہاتھوں میں گردش کرنے سے نہ صرف روکا جائے بلکہ تمام معاشرے کو اس سے بہرہ مند ہونے کا موقع ملے تاکہ فقرو فاقہ کی جڑیں بھی سوکھ جائیں اور بعض لوگوں کو سرمایہ دار بننے اور مال کی ذخیرہ اندوزی کرنے سے بھی روکا جائے۔

سوال نمبر ۱۵ : قرآن مجید کی کم از کم دس مشہور تفاسیر کا ان کے مولف کے نام کے ساتھ ذکر کریں؟

جواب : ابتداء نزول سے لے کر اب تک بزرگوں اور دانشوروں نے قرآن مجید کے مفاہیم کو درک کرنے اور انہیں پھیلانے کے لئے بہت کوشش کی ہے کہ جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ **جامع القرآن عن تاویل ای القرآن** تالیف: ابو جعفر ابن جریر طبری
۲۔ **البیان فی تفسیر القرآن** تالیف: شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی (شیخ طوسیؒ)
۳۔ **مجمع البیان فی تفسیر القرآن** تالیف: شیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی (شیخ طبرسیؒ)
۴۔ **الکشاف عن حقایق غوامض التنزیل** تالیف: الامام جار اللہ محمود بن عمر الزمخشری
۵۔ **کشف الاسرار وعدۃ الابرار** تالیف: ابو الفضل رشید الدین میبدی
۶۔ **الدر المنثور فی التفسیر بالماثور** تالیف: جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن شیخ کمال الدین سیوطی

۷۔ **تفسیر الصافی** تالیف: مولانا علامہ محسن فیض کاشانیؒ

۸۔ **تفسیر القرآن** تالیف: سید عبداللہ شبر

۹۔ **الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم** تالیف: شیخ طنطاوی جوہری

۱۰۔ **تفسیر القرآن الحکیم** تالیف: شیخ محمد عبدہ

۱۱۔ **المیزان فی تفسیر القرآن** تالیف: علامہ سید محمد حسین طباطبائی (علامہ طباطبائیؒ)

۱۲۔ **روض الجنان** تالیف: شیخ ابو الفتوح رازی

۱۳۔ **تفسیر نمونہ** تالیف: مجلس مصنفین

۱۴۔ **مفاتیح الغیب** تالیف: فخر رازی

۱۵۔ **فی ظلال القرآن** تالیف: سید قطبؒ

۱۶۔ اور بھی بہت سی......

سوال نمبر ۵۲ : تفسیر "مجمع البیان" "صافی" اور "المیزان" کے مولفین نے زیادہ تر کس روش کو اپنایا ہے؟ اختصار سے بیان کریں

جواب : مجمع البیان کے مصنف نے زیادہ تر لغت صرف و نحو' مشتقات' اور قراتوں کے اختلاف پر کام کیا ہے۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ ان کی روش زیادہ تر لغوی اور ادبی ہے۔ اگرچہ انہوں نے کلام اور فقہ کے مباحث کو بھی بیان کیا ہے اور اسی طرح انہوں نے سمجھانے کے لئے روایات کا سہارا بھی لیا ہے لیکن تفسیر میں زیادہ غالب عنصر وہی اس کا ادبی پہلو ہے۔

مرحوم فیض کاشانیؒ کی تالیف شدہ تفسیر صافی میں زیادہ تر روایات کے راستے کو اپنایا گیا ہے (یعنی انہوں نے روائی روش اختیار کی ہے اور آیات کی تفسیر روایات سے کی ہے)

تفسیر المیزان جس طرح کہ خود اس کے مولف نے بھی اس بات کی تصریح کر دی ہے اور مشہور بھی ہے کہ یہ قرآن سے قرآن کی تفسیر ہے (قرآن مجید کی تفسیر کے لئے قرآن مجید ہی کا سہارا لیا گیا ہے)

سوال نمبر ۵۳ : قرآن مجید کا سب سے پہلا مفسر کون ہے؟ کسی دلیل کی بناء پر اختصار سے بیان کریں۔

جواب : قرآن مجید کے پہلے مفسر اور شارح خود رسول کریمؐ ہیں کہ اس بارے میں خود

قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ **وما انزلنا علیک الکتاب الالتبین لهم الذی اختلفوافیه**" (۲۷) رسول کریمؐ کے بعد ولی اعظم امام المتقین ' امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں اس کی دلیل ہے:

۱۔ "**ومایعلم تاویلہ الاالله والراسخون فی العلم**" (۲۸) کی آیت ہے۔

۲۔ شیعہ اور سنی کا اس بات پر اجماع ہے کہ رسول کریمؐ کے بعد قرآن کریم کے واحد مفسر حضرت علی ابن ابی طالبؑ تھے اور ان کے بعد ابن عباسؓ ہیں جو حضرت علی ابن ابی طالبؑ کے شاگردوں میں سے تھے۔

سوال نمبر ۵۴ : قرآن مجید کے بارے میں حضرت امام خمینیؒ اور رہبر معظم حضرت آیتہ اللہ خامنہ ای دام ظلہ کے دو پیغامات نقل کریں؟

جواب : حضرت امام خمینی رضوان اللہ علیہ فرماتے ہیں: "قرآن کریم ایک ایسا خوان نعمت ہے کہ جسے خداوند کریم نے اپنے پیغمبرؐ کے ذریعے لوگوں کے لئے پھیلا دیا ہے کہ ہر انسان اس سے اپنی استعداد کے مطابق استفادہ کرتا ہے"

"قرآن ' یعنی اس صحیفہ الٰہی اور کتاب ہدایت سے کبھی بھی غافل نہ ہوں ' کیونکہ تاریخی طور پر مسلمانوں کے پاس جو کچھ بھی چلا آ رہا ہے اور مستقبل میں بھی جو کچھ اپنے پاس رکھیں گے وہ اسی مقدس کتاب کی بے پایاں برکتوں کی بدولت ہے"

"قرآن ہر ایک لئے ہے اور ہر ایک کی سعادت کا بیمہ کرتا ہے"

"جب تک ہم قرآن کے زیر سایہ رہیں گے اپنے دشمن پر غالب رہیں گے"

رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای فرماتے ہیں: "یہ ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک ہمارے معاشرے میں قرآن پاک کو وہ عمومیت حاصل نہیں ہوئی ہے ویسے تو سب لوگ قرآن مجید سے (محبت اور) عشق کرتے ہیں اور اس کا احترام بھی کرتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ اس کی تلاوت کرتے ہیں اور ان سے بھی بہت کم افراد اس میں فکر و تدبر سے کام لیتے ہیں"

"آج (کے دور میں) ایک تاریخی اور استثنائی فرصت ملی ہے کہ قرآن مجید انسانوں کی ہدایت ' فکر اور عمل میں اپنی قدرت اور غلبہ کی جلوہ نمائی کرے"

"اسلامی انقلاب کی برکتوں سے قرآن کریم کے دروازے ایران کی امت مسلمہ کے لئے کھل چکے ہیں اور آج ہماری قوم نے قرآن کی معرفت حاصل کرنے کے لئے قدم اٹھالیا ہے"

"قرآن کی معرفت اور اس کے فہم وادراک کا اہتمام "علم قرآن" اور "حفظ قرآن" کے عنوان سے علمی اور دینی مدارس میں پوری آب و تاب کے ساتھ ہونا چاہیے"

سوال نمبر ۵۵ : اب تک قرآن مجید کی تفسیر اور تفہیم کے سلسلے میں کس قسم کی روش کو اپنایا گیا ہے؟ مثالیں دے کر واضح کریں!

جواب : تفسیریں زیادہ تر دو حصوں میں تقسیم ہوتی ہیں۔

۱۔ تفسیر ترتیبی

۲۔ تفسیر موضوعی۔

پھر ترتیبی تفسیر کی بھی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

۱۔ وہ تفسیریں جو قرآن مجید کی معمول کی ترتیب پر لکھی گئی ہیں اور جن کا آغاز سورہ "حمد" سے ہوتا ہے اور اختتام سورہ "ناس" پر۔

۲۔ وہ تفسیریں جو قرآن مجید کے نزول کی بنیاد پر لکھی گئی ہیں یعنی جس ترتیب سے قرآن مجید نازل ہوا ہے اسی کے مطابق اس کی شرح اور تفسیر کی گئی ہے۔

جو تفسیریں قرآن پاک کی معمولی ترتیب پر لکھی گئی ہیں اور مشہور و معروف تفسیروں میں یہی عنصر غالب طور پر پایا جاتا ہے ٗ ان میں سے ہر تفسیر کا اپنا ایک طریقہ کار ہے۔ مثلاً

۱۔ جن تفسیروں میں آیات کی تشریح اور وضاحت روایات کے ساتھ کی گئی ہے ان میں سے سیوطی کی تفسیر "در منثور" ہے اور طریحی کی تفسیر "نور الثقلین" ہے۔

۲۔ جن تفسیروں میں ادبیات قرآن کے ذریعہ آیات کے ظاہر کی تشریح اور وضاحت کی گئی ہے۔ ان میں سے طبرسیؒ کی تفسیر "مجمع البیان" ہے اور زمخشری کی تفسیر "کشاف" ہے۔

۳۔ جن تفسیروں میں عرفانی مقولوں کے ذریعہ آیات کی وضاحت اور تصریح کی گئی ہے ان میں سے میبدی کی تفسیر "کشف الاسرار" ہے۔

۴۔ جن تفسیروں میں زیادہ تر معقولات کو کام میں لایا گیا ہے اور عقلی پہلو کو زیادہ تر پیش نظر رکھا گیا ہے۔ ان میں ملا صدرا کی تفسیر ہے۔

۵۔ جن تفسیروں میں زیادہ تر اجتماعی اور معاشرتی روش کا خیال رکھا گیا ہے ان میں سے سید قطب کی تفسیر "فی ظلال القرآن" ہے۔

۶۔ جن تفسیروں میں زیادہ تر علوم جدیدہ سائنس وغیرہ کے بارے میں بحث کی گئی ہے

ان میں سے جوہری طنطاوی کی تفسیر ہے کہ جس میں سائنس کو زیادہ تر زیر بحث لایا گیا ہے۔

۷۔ جن تفسیروں میں قرآن کی قرآن سے تفسیر کی گئی ہے ان میں سے علامہ طباطبائی کی تفسیر "المیزان" ہے۔

۲۔ تفسیر موضوعی :۔ اس روش میں گوناگوں موضوعات اور عنوانات کا انتخاب کیا گیا ہے اور اسی انتخاب کے تحت آیات کی تشریح و وضاحت کی گئی ہے۔ البتہ بعض لوگوں کو اس طریقہ کار سے اختلاف ہے کیونکہ یہ بات زیر بحث آتی ہے کہ اگر ہم قرآن مجید کے موضوعات کا انتخاب کریں بھی اور ان تمام موضوعات کو یکجا بھی کردیں تو پھر ہم کس موضوع سے بحث کا آغاز کریں؟ آیا خالق کائنات سے؟ انسان سے؟ تخلیق کائنات سے؟ وغیرہ۔ تو اس بارے میں کوئی جامع نظریہ نہیں۔

مقصد تو یہ ہے کہ قرآن کو سمجھا جائے موضوع خواہ کوئی بھی ہو اس سلسلے میں بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ مثلاً آیت اللہ مصباح یزدی کی کتاب "معارف قرآن" آیت اللہ جعفر سبحانی کی کتاب "تفسیر موضوعی" آیت اللہ جوادی آملی کی کتاب "مبدا' معاد اور وحی" اور ڈاکٹر خزائلی کی کتاب "احکام القرآن" وغیرہ مزید آشنائی کے لئے "علوم قرآنی" پر مشتمل کتابوں کی طرف رجوع کیا جائے۔

سوال نمبر۵۶ : کاتب وحی کون لوگ تھے اور انہیں کاتب وحی کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب : کاتب وحی کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہونے والی آیات کو لکھا کرتے تھے اور وہ یوں کہ جو بھی آیت جبرائیل امینؑ کے ذریعے پیغمبر اکرمؐ پر نازل ہوتی تھی اسے کچھ لوگ جنہیں آپؐ نے اسی کام کے لئے مامور کیا ہوا تھا لکھ لیا کرتے تھے۔

حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر جو بھی آیت نازل ہوتی تھی' آپؐ وہ آیت مجھ سے لکھوا لیتے تھے اور میں اسے اپنے ہاتھوں سے لکھ لیا کرتا تھا۔"

زید بن ثابت بھی کہتے ہیں: "ہم رسول اللہؐ کے پاس ہوتے تھے اور (وحی کے بعد لکھے ہوئے) اوراق کو جمع کیا کرتے تھے۔"

اسی طرح کچھ اور مشہور کاتب وحی افراد کے نام بھی بتائے گئے ہیں مثلاً معاذ بن جبلؓ

عثمان بن عفان اور ابی بن کعب وغیرہ۔ ایسے افراد کی تعداد میں اختلاف ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی تعداد تین تھی بعض کے نزدیک چار ہے' حتی کہ ۴۳ سے ۴۵ تک تعداد بھی بتائی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۵۷ : قرآن کریم کس تاریخ کو جمع کیا گیا؟ مختصراً" بیان کیجئے

جواب : مشہور تو یہ ہے کہ قرآن مجید کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جمع کیا گیا' لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے اور وہ یہ کہ اسے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے دور میں جمع اور مرتب کر دیا گیا تھا اور اس کے کئی دلائل ہیں۔ مثلاً

۱۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ "جو بھی آیت نازل ہوتی تھی اسے میں اپنے ہاتھوں سے لکھ لیا کرتا تھا"

۲۔ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ "ہم قرآنی آیات کو ان اوراق پر سے لکھ لیا کرتے تھے جن پر وحی کے نازل ہونے کے بعد لکھا جاتا تھا"

۳۔ عبداللہ بن عمر جیسے بہت سے صحابہ کہتے ہیں کہ "ہم قرآن مجید کو ہر چند روز کے بعد ایک مرتبہ دہرالیا کرتے ہیں یا چند سورتوں کو پڑھ لیا کرتے ہیں" اگر قرآن مجید جمع نہ ہو چکا ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ وہ اسے دہراتے یا چند سورتیں پڑھتے؟

۴۔ اس بارے میں خود قرآن بھی بڑی صراحت سے کہتا ہے کہ "**و اذا بدلنا ایۃ مکان ایۃ واللہ اعلم بما ینزل**......" "یعنی جب ہم نے کسی آیت کی جگہ کوئی آیت بدلی حالانکہ اللہ تعالٰی جو کچھ نازل فرماتا ہے وہ خود اس (کی مصلحت) سے زیادہ واقف ہے......(نحل/۱۰۱)

۵۔ روایات بتاتی ہیں کہ کچھ صحابہ کرام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

۶۔ ختم قرآن کے ثواب میں حضرت رسول خداؐ سے کئی روایات نقل کی گئی ہیں۔

۷۔ ایک روایت میں حضرت رسول خداؐ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپؐ نے فرمایا: مجھ پر توریت کی بجائے سات بڑی سورتیں۔ انجیل کی بجائے "سور مثانی" یعنی سورہ ہود سے سورہ نحل تک۔ زبور کی بجائے "مئین سورتیں" یعنی جن سورتوں میں تقریباً سو آیتیں ہیں' نازل ہوئی ہیں۔ ان کے علاوہ مجھ پر "مفصل سورتیں" یعنی حم سے لے کر قرآن کے آخر تک کی سورتیں نازل ہوئی ہیں لہٰذا قرآن مجید دوسری تمام آسمانی

کتابوں پر حاوی ہے"

سوال نمبر ۵۸ : وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی بنا پر قرآن مقدس تحریف اور لوگوں کے تصرف سے محفوظ ہے؟

جواب :

اول۔ جیسا کہ پہلے (سوال ٦ کے ضمن میں) بتایا گیا ہے کہ قرآن ایک الٰہی معجزہ ہے۔

دوم۔ خداوند تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "**ان نحن نزلنا الذکر و انا له لحفظون**" (حجر/ ۹) یعنی ہم ہی نے قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اس کے علاوہ گزشتہ لوگوں کی تاریخ مسلمانوں کے لئے ایک درس عبرت تھی' مسلمانوں نے دیکھ لیا تھا کہ توریت و انجیل جیسی آسمانی کتابوں میں لوگوں نے تصرف اور تحریف کرکے کس طرح ان کا حلیہ بگاڑ دیا تھا' اسی لئے۔

۱۔ ہر آیت کے نازل ہونے کے بعد حضرت رسول اکرمؐ کاتب وحی کو بلا کر لکھوا لیا کرتے اور وہ اس آیت کو لکھ دیا کرتے تھے۔

۲۔ دوسرے صحابہ جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے وہ کاتب وحی کے لکھے ہوئے نسخے سے نسخہ برداری کر لیا کرتے تھے۔

۳۔ پیغمبر اسلامؐ مسلمانوں کو بار بار تاکید کیا کرتے کہ قرآن کو یاد کریں۔

۴۔ جو شخص بھی تازہ مسلمان ہوتا' آنحضرتؐ اسے صحابہ کرام کے سپرد فرما دیتے تاکہ اسے قرآن پڑھائیں۔

۵۔ مسلمانوں کی زبردست کوشش رہی ہے کہ قرآن پاک حفظ کریں اور اپنے آپ کو تحریری نسخوں سے بے نیاز کرلیں' یہ کام عام طور پر شاگردوں کو سینہ بہ سینہ حفظ کرانے کے ذریعے انجام پاتا ہے۔

بنا بریں ایک طرف تو قرآنی آیات حیطہ تحریر میں آگئیں اور دوسری طرف حفاظ قرآن کے ذریعے اسے حفظ کیا اور ذہن میں بٹھا لیا گیا جس سے تحریف و تصرف کی حوصلہ شکنی ہوگئی اور کسی کو ایسا کرنے کی جرات نہ ہو سکی۔ حتیٰ کہ جب خلافت ثالث کے دور میں قراتوں میں اختلاف پیدا ہوا تو خلافت کے حکم سے صرف ایک قرآن کو محور قرار دیا گیا اور بقیہ نسخوں

کو اس کے ساتھ ہم آہنگ کر دیا گیا۔

سوال نمبر ۵۹ : آسمانی کتابوں خاص کر قرآن مجید کے نازل ہونے کا کیا فلسفہ ہے؟ اختصار کے ساتھ بیان کریں۔

جواب :

جیسا کہ اس سے پہلے (سوال ۱۹ کے ضمن میں) بتایا جا چکا ہے کہ انبیاء کرام اپنے ساتھ "کتاب" اور "میزان" لے کر آئے تاکہ لوگوں کے درمیان عدل و انصاف کو برپا کیا جا سکے۔ اس میں اہم نکتہ یہ ہے کہ انبیاء خود عدل کو قائم نہیں کرتے کہ لوگ بیٹھے نظارہ کرتے رہیں۔ بلکہ **"لیقوم الناس بالقسط"** یعنی خود لوگ عدل کا قیام کریں' **"اقامہ"** کا فاعل خود لوگ ہی ہیں۔ انبیاء کا کام تو لوگوں کی ہدایت اور رہبری و راہنمائی ہے تاکہ اسی رہنمائی میں لوگ عدل و انصاف کا قیام عمل میں لائیں۔ پھر لوگوں کی ہدایت آسمانی کتاب کے ذریعے سے ہے لہذا آسمانی کتابوں کا سب سے اہم ترین اور عمدہ ترین مقصد بنی نوع انسان کی ہدایت ہے' جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

واذ اتینا موسی الکتب والفرقان لعلکم تھتدون (بقرہ / ۵۳)

یعنی (اس وقت کو یاد کرو) جب ہم نے موسیٰ کو کتاب اور (حق و باطل کی) جانچ عنایت کی تاکہ تم ہدایت پا جاؤ۔

اسی مفہوم کو سورۂ ابراہیم کی پہلی آیت میں ایک اور انداز میں بیان فرماتا ہے:

کتب انزلنہ الیک لتخرج الناس من الظلمت الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمید"

یعنی یہ کتاب ہم نے تمہارے پاس اس غرض سے بھیجی ہے کہ خدا کے حکم کے مطابق لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف یعنی اس غالب اور لائق تعریف (خدا) کے راستے کی طرف نکال لاؤ۔

نیز فرماتا ہے: **"ذالک الکتاب لا ریب فیہ ھدی للمتقین"** (بقرہ / ۲) یعنی یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں' یہ متقین کے لئے ہدایت ہے۔

خلاصہ کلام تمام آسمانی کتابیں بالخصوص قرآن مجید جو ان سب پر حاوی ہے بنی نوع بشر کی ہدایت کے لئے ہیں۔

"انزل التورٰۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان" (آل عمران /

(۴

یعنی اللہ نے آدمیوں کی ہدایت کے لئے پہلے تورات و انجیل نازل کی اور اسی نے قرآن اتارا۔

سوال نمبر۶۰ : قرآن مجید میں آیات "محکمات" اور آیات "متشابہات" کا کیا مطلب ہے؟ مختصراً بیان فرمائیں

جواب :

خداوند متعال قرآن مجید کی تعریف و توصیف میں فرماتا ہے:

"ھو الذی انزل علیک الکتاب منہ ایت محکمت ھن ام الکتب و اخر متشبھات فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ" (آل عمران / ۷)

یعنی وہی وہ (خدا) ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی اس کی بعض آیتیں تو محکم (بہت صریح) ہیں وہی اصل (و بنیاد) کتاب ہیں اور کچھ (آیتیں) متشابہ ہیں (جن کے معنی میں کئی پہلو نکل سکتے ہیں) پس جن لوگوں کے دل میں کجی ہے ... انہی آیتوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں جو متشابہ ہیں تاکہ فساد برپا کریں اور انہیں اپنے مطلب پر ڈھال سکیں۔

"آیات محکمات" وہ آیتیں ہیں جن کے معنی واضح، صریح اور روشن ہیں، عربی زبان سے تھوڑی سی آشنائی، قرآن مجید سے معمولی سی دلچسپی اور بہت کم غور و فکر کے ساتھ ہی ان کے معانی روشن ہو جاتے ہیں اور اس قسم کی آیات میں بہت کم اختلاف پیدا ہوتا ہے۔

"آیات متشابہات" وہ آیتیں ہیں کہ معنی کے لحاظ سے ابتدا میں ان کا ایک واضح اور روشن معنی بیان نہیں کیا جاسکتا بلکہ مختلف معانی ملحوظ خاطر رکھے جاتے ہیں اور پھر آیات محکمات اور کئی دوسری آیات کی طرف رجوع کرکے ان کا اصلی اور حقیقی معنی واضح اور روشن ہو جاتا ہے۔ نیز راسخون فی العلم اپنی عمدہ مہارت اور حقیقی معنی کی معرفت رکھنے کی وجہ سے آیات متشابہات کی حقیقی مراد کو جانتے ہیں۔

سوال ۶۱ : خداوند تعالیٰ سورۂ ہمزہ میں مال و دولت اکٹھا کرنے والوں کا کیا انجام بیان فرماتا ہے؟ اختصار سے بیان فرمائیں

جواب : خداوند متعال سورۂ ہمزہ میں ارشاد فرماتا ہے: "ہر طعنہ دینے والے عیب جو کی

خرابی ہے جو مال کو جمع کرتا ہے اور گن گن کر رکھتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ زندہ و باقی رکھے گا' (اے کاش کہ ایسا ہی ہوتا پر یہ نہیں ہوگا) اور ہرگز نہیں ہوگا۔ وہ تو ضرور جلانے والی آگ میں ڈالا جائے گا اور تم کو کیا معلوم کہ وہ جلانے والی آگ کیا ہے؟ وہ خدا کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو (تلوے سے لگی تو) دلوں تک چڑھ جائے گی۔ یہ (زراندوز لوگ) آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں ڈال کر بند کر دیئے جائیں گے۔"

سورہ ہمزہ میں تھوڑا سا غور و فکر کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ زر و دولت کے پجاری دنیا میں جو کچھ کرتے ہیں قیامت کے دن وہی کچھ دیکھیں گے۔ وہ دنیا میں جو کچھ جمع کرتے ہیں اور مال و زر کے انبار لگاتے رہتے ہیں' در حقیقت وہ ہر لحہ اپنے گرد جہنم کے شعلے بھڑکاتے رہتے ہیں۔ کیونکہ جنت اور جہنم انسانی اعمال کا مجسمہ ہوں گی جن سے نیک یا بد انسان کو واسطہ پڑے گا۔

سوال نمبر ۶۲ : قیامت کے دن انسان اپنے اعمال کو کس طرح دیکھے گا؟ قرآنی آیات کی رو سے بیان فرمائیں۔

جواب : (سورۂ بنی اسرائیل / ۱۳-۱۴) میں ہم یوں پڑھتے ہیں:

"وکل انسان الزمنہ طٰئرہ فی عنقہ و نخرج لہ یوم القیمۃ کتبا یلقٰہ منشورا۔ اقرا کتبک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا"

یعنی اور ہم نے ہر آدمی کے نامہ اعمال کو اس کے گلے کا ہار بنا دیا ہے کہ قیامت کے دن اسی کے سامنے نکال کے رکھ دیں گے کہ وہ اس کو اپنے روبرو ایک کھلی ہوئی کتاب پائے گا (اور ہم اس سے کہیں گے) کہ اپنا نامہ اعمال پڑھ لے اور آج اپنا حساب لینے کے لئے تو آپ ہی کافی ہے۔

بنابریں انسان دنیا میں جو بھی اعمال انجام دیتا ہے چاہے اچھے ہوں یا برے ان سب کو اکٹھا کیا جا رہا ہے اور کل بروز قیامت ایک کتاب کی مانند اس کے سامنے کھول کے رکھ دیئے جائیں گے اور اس نے جو کچھ انجام دیا ہے سب کھل کر سامنے آجائے گا اور وہ اسے اچھی طرح دیکھ لے گا۔

خداوند عالم فرماتا ہے: **"احصٰہ اللہ و نسوہ"** یعنی انسانوں نے جو اعمال انجام دیئے ہیں وہ انہیں بھلا چکے ہیں لیکن خداوند عالم نے ان سب کو ایک جگہ جمع کر لیا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نامہ اعمال یا کتاب اعمال کا معنی یہ نہیں ہے کہ انسان نے دنیا

میں جو کچھ سرانجام دیا ہے اسے وہ سب دکھایا جائے گا۔ بالکل نہیں وہ جو کچھ بھی اس دنیا میں بجا لایا ہے چاہے اعمال ہیں چاہے ان اعمال کی حقیقتیں ہیں وہ سب کچھ اسے دکھائے جائیں گے۔

ارشاد رب العزت ہوتا ہے:

"یومئذ یصدر الناس اشتاتا لیروا اعمالھم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ" (زلزال/۶ تا ۸)

یعنی قیامت کے دن لوگ جوق در جوق باہر نکلیں گے تاکہ اپنے کردار کو دیکھ لیں تو جو کچھ انہوں نے انجام دیا ہے خواہ ذرہ برابر نیکی ہے یا بدی تو انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

درج ذیل آیت اس بات کی تصریح کر رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو لے آئے گا تاکہ وہ اپنے اعمال کو دیکھ لیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

"یوم تجد کل نفس ما عملت من خیر محضرا و ما عملت من سوء"

یعنی وہ دن جس میں ہر شخص نے جو (دنیا میں) نیکی کی ہے اور جو برائی کی ہے اس کو موجود پائے گا۔ (آل عمران/۳۰)

اگر جنت ہے یا دوزخ تو ہم اس دنیا میں ہی اسے بہشت یا جہنم بناتے ہیں۔ اس دنیا میں ہمارے اعمال و کردار کی ایک ظاہری شکل و صورت ہے اور ایک اس ظاہری شکل و صورت کے آثار ہیں۔ ایک ان کی حقیقی اور واقعی شکل و صورت ہے اور پھر اس حقیقی شکل و صورت کے آثار ہیں جو اس پر مرتب ہوتے ہیں۔

ہم میں سے بہت سے لوگ محسوسات کی اس دنیا میں غرق ہیں اور ظاہر پر اور ظاہر کے آثار پر ان کی توجہ مرکوز ہے۔ جبکہ کل بروز قیامت ظاہر اور اس کے آثار کی طرف توجہ کے علاوہ اعمال کے حقائق اور باطن پر بھی توجہ ہوگی' وہ آثار اپنا جو انجام پیش کریں گے انہیں بھی ہم دیکھ لیں گے۔ نیز یہ جو کہا جاتا ہے کہ انسان عرصہ محشر میں مختلف شکلوں میں حاضر ہوں گے تو یہ ان اعمال کی حقیقتیں ہوں گی جو اپنا حقیقی روپ اختیار کر لیں گی جیسا کہ روایت میں اس بات کی صراحت کی گئی ہے۔

سوال نمبر ۶۳ : قرآن کریم کا اعجاز کس چیز میں ہے؟ اختصار سے بیان کریں

جواب :

قرآن مجید کا اعجاز مندرجہ ذیل صورتوں میں ہے۔

۱۔ فصاحت اور بلاغت کے اعتبار سے یہ واقعاً "ایک معجزہ ہے۔

۲۔ اس نے گزشتہ اقوام و امم کی داستانیں بیان کی ہیں جو معجزہ ہے۔

۳۔ بہت سے مقامات پر مستقبل کے بارے میں پیش گوئیاں کی ہیں جو ایک معجزہ ہے۔

۴۔ چونکہ روز اول سے آج تک اس کی رونق گھٹنے کی بجائے بڑھتی چلی جا رہی ہے لہٰذا یہ معجزہ ہے۔

۵۔ اگرچہ یہ نثر کے انداز میں ہے لیکن نہایت ہی موزوں ہے اور اس کا اپنا آہنگ اور طرز ہے لہٰذا یہ معجزہ ہے۔

۶۔ چونکہ روز اول سے لے کر اب تک کوئی بھی شخص اس کی مثل ایک بھی آیت نہیں لاسکا لہٰذا یہ معجزہ ہے۔

۷۔ اس کا غیب کی خبریں دینا بھی بذات خود ایک معجزہ ہے۔

۸۔ چونکہ اس میں کہیں پر بھی اختلاف نہیں پایا جاتا کہ اس کی کوئی آیت کسی دوسری آیت کے مخالف ہو۔ یہ بات اس کے معجزہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

۹۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں ہیں۔

سوال نمبر ۶۴ : "شب قدر" کس مہینے میں ہے، قرآن کی رو سے ثابت کریں

جواب :

سورۂ قدر میں ہم یوں پڑھتے ہیں کہ "**انا انزلنا فی لیلۃ القدر**" یعنی ہم نے قرآن مجید کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے ہم (سوال نمبر ۲ کے ضمن میں) بتا چکے ہیں کہ قرآن مجید کے نزول کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ یکبارگی نزول

۲۔ تدریجی نزول

اور سورۂ قدر یکبارگی نزول کو بیان کر رہی ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ "ہم نے قرآن مجید کو پیغمبرؐ کے قلب مبارک پر لیلۃ القدر میں نازل کیا۔ سورۂ دخان میں شب قدر کو "لیلہ مبارکہ" (بابرکت رات) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے:

"**والکتاب المبین انا انزلنا فی لیلۃ مبارکۃ**"

یعنی کتاب مبین کی قسم کہ ہم نے اسے مبارک رات میں نازل کیا۔ (دخان / ۲۔ ۳)

پس بنابریں

۱۔ قرآن کا ایک نزول دفعتہ ”اور یکبارگی ہے۔

۲۔ یہی نزول ایک رات میں ہوا ہے۔

۳۔ جس رات میں یہ قرآن ایک مرتبہ نازل ہوا وہ ”شب قدر“ ہے۔

۴۔ جس رات یہ قرآن نازل ہوا ہے وہ ”شب مبارک“ ہے۔

یہ تو تھا پہلا مقدمہ 'اب رہا دوسرا مقدمہ 'تو اس بارے میں سورۃ بقرہ کی آیت ۱۸۵ پر توجہ فرمائیے کہ ارشاد ہوتا ہے:

”شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن“ اللہ تعالیٰ ماہ رمضان المبارک کی عظمت کو بیان فرماتا ہے کہ ”یہ وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا“ معلوم ہوا کہ قرآن کا نزول ماہ رمضان المبارک میں ہوا۔ چونکہ اس میں ”باب افعال“ کو استعمال کیا گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن اس رات میں ایک ہی دفعہ نازل ہوا۔ یہ آیت شریفہ جہاں اس بات کی تائید کرتی ہے کہ ماہ رمضان میں قرآن مجید ایک ہی مرتبہ نازل ہو گیا وہاں یہ بھی بیان کر رہی ہے کہ اس کے نزول کا مہینہ ”رمضان المبارک“ ہی ہے۔

اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ قرآن مجید کا دفعتہ ”نزول بھی ہوا ہے تو دونوں مقدموں کو ملحوظ نظر رکھتے ہوئے یہ بات سامنے آتی ہے کہ وہ شب قدر ماہ رمضان ہی میں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شب قدر کو پانے اور اس کے اعمال بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سوال نمبر ۶۵ : ایسی تین آیتیں بیان فرمائیں کہ فارسی زبان میں جن کی معادل ضرب المثل مشہور ہیں۔

جواب :

وہ مندرجہ ذیل چند ایک آیات ہیں مثلاً

۱۔ **”جاء الحق و زھق الباطل“** (بنی اسرائیل / ۸)

یعنی حق آگیا اور باطل مٹ گیا۔

فارسی :۔ دیو چون بیرون رود فرشتہ در آید = یعنی جب دیو چلا جاتا ہے تو فرشتہ پہنچ جاتا ہے۔

۲۔ **لئن شکرتم لا زیدنکم و لئن کفرتم ان عذابی لشدید** ”(ابراہیم / ۷)

یعنی اگر میرا شکر کرو گے تو میں یقیناً تم پر (نعمتوں میں) اضافہ کروں گا اور اگر تم نے

ناشکری کی تو (یاد رکھو) کہ یقیناً میرا عذاب سخت ہے۔

فارسی:۔ شکر نعمت' نعمتت افزون کند۔ کفر نعمت از کفت بیرون کند۔ یعنی نعمت کا شکر تمہاری نعمت کو زیادہ کرتا ہے اور کفران نعمت تیرے ہاتھوں سے سب کچھ باہر کر دیتا ہے۔

۳۔ **"ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اساتم فلھا"** (بنی اسرائیل / ۷)

یعنی اگر تم اچھے کام کرو گے تو اپنے ہی فائدے کے لئے اور اگر برے کام کرو گے تو بھی اپنے ہی لئے۔

فارسی:۔ ہر چہ کنی بہ خود کنی۔ گر ہمہ نیکو بد کنی

یعنی جو کچھ کرو گے اپنے لئے کرو گے۔ خواہ اچھا کرو یا برا کرو۔

۴۔ **"لقد خلقنا الانسان فی کبد"** (بلد / ۴)

یعنی ہم نے انسان کو مشقت میں (رہنے والا) بنایا۔

فارسی:۔ تا نبردہ رنج گنج میسر نمی شود = یعنی جب تک دکھ نہیں اٹھاؤ گے خزانہ حاصل نہیں کر سکو گے۔

۵۔ **"قال ھل امنکم علیہ الا کما امنتکم علی اخیہ من قبل"** (یوسف / ۶۴)

یعنی (یعقوبؑ نے اپنے بیٹوں سے) فرمایا: کیا میں تم پر اب بھی ویسے ہی بھروسہ کروں جس طرح اس سے پہلے اس کے ماں جائے بھائی کے بارے میں کیا تھا؟

فارسی:۔ مردم چرا از کاری پشیمانی خورند کہ دیگر بار خوردہ باشند۔ یعنی عقلمند ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔ یا فارسی:۔ مار گزیدہ از ریسماں سیاہ و سفید می ترسد۔ یعنی سانپ کا ڈسا رسی سے بھی ڈرتا ہے۔ یا دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک کر پیتا ہے۔

۶۔ **"انک ان تذرھم یضلو عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا"** (نوح / ۲۷)

حضرت نوحؑ نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا: پروردگارا اگر تو ان (کافروں) کو چھوڑ دے گا تو یہ (پھر) تیرے بندوں کو گمراہ کردیں گے اور ان کی اولاد بھی بس گنہ گار اور کافر ہوگی۔

فارسی:۔از مار نزاید جز مار بچہ۔ یعنی سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔
یا: عاقبت گرگ زادہ گرگ شود۔ گرچہ با آدمی بزرگ شود
یعنی بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے خواہ وہ انسان کے ساتھ رہ کر بڑا ہو جائے۔

۷۔ **"یریدون ان یطفوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولوکرہ الکفرون"** (توبہ/۳۲)
یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنے منہ سے (پھونک مار کر) خدا کے نور کو بجھادیں' اور خدا اس کے سوا کچھ مانتا نہیں کہ اپنے نور کو پورا کرکے ہی رہے' اگرچہ کفار برا مانیں۔
فارسی: چراغی راکہ ایزد بر فروزد۔ ہر آنکس پف کند ریشش بسوزد۔
یعنی: فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے۔ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔

۸۔ **"فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثال ذرۃ شرا یرہ"** (زلزال/۷)
یعنی جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس شخص نے ذرہ برابر بدی کی تو اسے دیکھ لے گا۔

ہر کس آں درود عاقبت کہ کشت
"یعنی جو بوئے گا سو کاٹے گا۔"

۹۔ **"ضرب لنا مثلا و نسی خلقہ"** (یٰسین/۷۸) ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی پیدائش کو بھول گیا۔
فارسی:۔ کور خود و بینای مردم۔ یعنی اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھے اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا دیکھے

۱۰۔ **"مثل الذین حملوا التوراۃ کمثل الحمار یحمل اسفارا"** (جمعہ/۵)
جن لوگوں نے توریت کا علم حاصل کیا اور پھر انہوں نے اس کا حق ادا نہ کیا ان کی مثل گدھے کی سی ہے۔ جس پر بڑی بڑی کتابیں لدی ہوں۔
فارسی:۔ چہارپائی و بر او کتابی چند۔ یعنی ایک چوپائے پر چند کتابیں لدی ہیں۔

سوال نمبر ۲۶ : قرآنی آیات کی رو سے لکھیں کہ سونا چاندی جمع کرنے والے کون لوگ

ہیں اور ان کی کیا سزا ہے؟

جواب :

خداوند عالم سورۂ توبہ کی ۳۴ویں اور ۳۵ویں آیت میں فرماتا ہے:

"والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم - یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔"

یعنی: جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسولؐ) انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو جس دن وہ (سونا اور چاندی) جہنم کی آگ میں گرم (اور لال) کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پشتیں داغی جائیں گی (اور کہا جائے گا) یہ وہ ہے جسے تم نے (دنیا میں) اپنے لئے جمع کر رکھا تھا (اور) اب اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو۔

بنابریں جمع کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اموال (سیم و زر) کو جمع کرتے ہیں اور راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے۔ اور ان کی سزا یہ ہے کہ:

۱۔ ان کے لئے قیامت کا دردناک عذاب ہے۔

۲۔ انہوں نے دنیا میں جو کچھ اکٹھا کیا ہے اسی کے ساتھ انہیں سزا ملے گی۔ اس وجہ سے نہیں کہ انہوں نے سب کچھ جمع کیا ہے بلکہ ہر اس چیز کے ساتھ انہیں عذاب ہوگا جو انہوں نے جمع کئے رکھی۔

سوال ۶۷ : انسان کس وقت سرکشی کا شکار ہو جاتا ہے؟ قرآنی آیات کی رو سے تحریر فرمائیں؟

جواب :

اللہ تعالیٰ سورۂ علق /۶-۷ میں ارشاد فرماتا ہے

کلا ان الانسان لیطغی ان راہ استغنی " بے شک انسان اپنے کو غنی دیکھتا ہے تو سرکش ہو جاتا ہے' اس قسم کے طغیان و سرکشی کا واضح نمونہ فرعون ہے جس نے دعوائے خدائی کیا اور اپنے آپ کو خدا سمجھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ فرعون کے پاس جائیں کہ وہ سرکش ہو چکا ہے ارشاد ہوتا ہے "**اذھب الی فرعون انہ**

طغی" (طٰہٰ/۲۴)

انسان کی سرکشی کے عوامل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ دنیا کو اختیار کر کے آخرت سے بے خبر ہو جاتا ہے' اگر کوئی شخص دنیا کے پیچھے پڑ جائے اور اپنی اس غلط سوچ پر ڈٹا رہے کہ یہ دنیا ہی زندگی جاوید ہے اور اسے یہی دنیا کافی ہے تو یہ اس کی سرکشی کا سرنامہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"فاما من طغی و اثر الحیواۃ الدنیا۔ فان الجحیم ھی الماوی"

تو جس نے دنیا میں سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی تھی تو اس کا ٹھکانہ یقیناً جہنم ہے۔ (النازعات/ ۳۷۔۳۸)

سوال نمبر۶۸ : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی بعض آیات میں بعض چیزوں کی قسم کھائی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب :

قرآن مجید میں بیان ہونے والی خدا کی قسموں کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱۔ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ان کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان انہیں معمولی نہ سمجھے۔

۲۔ انسان کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ان کے بارے میں کچھ سوچے اور خوب غور و فکر سے کام لے۔ کیونکہ بعض اوقات انسان ان کو چھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے حالانکہ وہ اپنی جگہ پر اہم اور عظیم ہوتی ہیں۔

۳۔ انسان کو اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ ان چیزوں کے آثار اس کے لئے مفید ہو سکتے ہیں

۴۔ جن چیزوں کے لئے قسم کھائی گئی ہے ان کی اہمیت کو بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے ان کی تعظیم و تکریم کو بیان کیا گیا ہے تاکہ انسان ان کی طرف متوجہ ہو۔

۶۔ جن چیزوں کے لئے قسم کھائی گئی ہے ان کی تاکید بیان ہوئی ہے۔

۷۔ انسان پر اتمام حجت کیا گیا ہے کہ جو کچھ کہنا تھا وہ کہہ دیا ہے اور اس پر اصرار بھی کیا گیا ہے۔

۸۔ جن باتوں کے لئے قسم کھائی گئی ہے ان کی طرف انسان کی نظر اور توجہ کو مرکوز کیا گیا ہے۔

۹۔ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے اور جن باتوں کے لئے قسم کھائی گئی ہے اس کا مقصد ان کے بارے میں اطمینان پیدا کرنا ہے۔

سوال نمبر۶۹ : "تکلیف" (خدا کی طرف سے عائد کردہ فرائض) آدمی کی "وسعت" کے مطابق ہیں۔ اس کا کیا مطلب ہے۔

جواب : خداوند منان فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا (بقرہ/ ۲۸۶) یعنی خدا کسی کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

مشہور تو یہ ہے کہ خداوند عالم ہر کسی کو اس کی طاقت کے مطابق تکلیف دیتا ہے۔ ممکن ہے یہ معنی درست ہوں لیکن یہ مکمل نہیں ہیں' کیونکہ اگر ہر انسان کی طاقت کو دیکھا جائے اور اس کے ساتھ ہی ان تکالیف کو بھی مد نظر رکھا جائے جو انسان کے لئے بیان کی گئی ہیں تو معلوم ہو گا کہ پھر بھی انسان کی طاقت زیادہ ہے۔ انسان کی طاقت کا دائرہ اس کی تکلیفوں سے زیادہ وسیع ہے' اسی لئے اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ "ہم نے انسان کو مکلف نہیں کیا مگر اس کی وسعت کے مطابق" اور "وسعت" کے معنی "طاقت" نہیں بلکہ "کشادگی" ہے۔ نماز' روزہ' حج' خمس' زکوٰۃ' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر....... وغیرہ میں سے ہر ایک فریضہ جو انسان پر واجب ہے انسان کی پوری طاقت پر محیط نہیں ہے' بلکہ اگر انسان ان سب کو انجام دے تو بھی وسعت اور کشادگی میں ہو گا۔

بنابریں بہتر ہے کہ ہم یہ کہیں "طاقتور انسان مکلف ہے نہ کہ مکلف انسان طاقتور ہے" کیونکہ طاقت کا دائرہ تکالیف پر حاوی ہے نہ کہ تکلیف کا دائرہ طاقت پر۔

مثلاً یہ کہا جاتا ہے کہ "تکلیف اسے دی جاتی ہے جو طاقت رکھتا ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی طاقت کو اس کے بوجھ سے زیادہ ہونا چاہئے' کیونکہ اس کی طاقت اور بوجھ دونوں ہم وزن ہوں تو وہ اسے ہرگز نہ اٹھا سکے اور ختم ہو کر رہ جائے' اس میں ایک لطیف نکتہ ہے جو قدرے غور و فکر کے ساتھ روشن ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر۷۰ : فلاح پانے والے لوگ' دنیا اور آخرت میں سے کس کو اختیار کرتے ہیں؟ اور کس دلیل کے تحت؟ قرآن سے دلیل پیش کریں!

جواب :

فلاح پانے والے لوگ " مفلح" کہلاتے ہیں اور عربی زبان میں "فلاح" کسان کو کہتے ہیں۔ اسے فلاح اس لئے کہتے ہیں کہ وہ اس قدر زحمت کرتا ہے اور تلاش و کوشش سے جو بیج زمین میں ڈالتا ہے' اس سے اپنے مستقبل کو بنا رہا ہوتا ہے۔ یعنی اس کی تمام تر تگ و دو اور سعی و کوشش اپنا مستقبل بنانے اور آنے والے دنوں میں اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے ہوتی ہے۔ " مفلح" یعنی فلاح پانے والا بھی وہی ہوتا ہے جو اس دنیا میں سختیوں اور مشکلات کو برداشت کر کے نیکیوں کا بیج بوتا ہے تاکہ فردائے قیامت اس کا پھل اٹھائے۔

واضح سی بات ہے کہ ایک ماہر اور کہنہ مشق کاشتکار ایسی زمین میں ہل چلاتا ہے جہاں اس کو بہتر آمدنی کی توقع ہو اور ایسی فصل کاشت کرتا ہے جس سے اس کو اچھے نتائج حاصل کرنے کی امید ہو۔ لہٰذا وہ گھاس پھونس یا چوڑے پتوں والی جڑی بوٹی کاشت نہیں کرتا۔ باشعور' ہوشیار' عقلمند اور زیرک انسان بھی دنیا اور آخرت میں سے اسے اختیار کرتا ہے جس میں ہمیشہ کی سعادت اور ابدی شادمانی ہو۔

کیونکہ ان میں سے ایک یعنی دنیا زود گزر ہوتی ہے اور دوسری یعنی آخرت دائمی ہے' ایک میں خوشی کے ساتھ رنج و غم ہوتے ہیں اور دوسری میں خوشی ہی خوشی اور شادمانی ہی شادمانی ہوتی ہے' ظاہر ہے کہ وہ اسے ہی اختیار کرے گا جس میں ہمیشہ کی سعادت اور ابدی خوشی ہے۔ دنیا خواہ کتنی ہی سخت اور دشوار ہو یہ ہوا کی مانند گزر جاتی ہے اور آخرت جو عالم جاودانی ہے ہمیشہ کی مسرتوں شادمانیوں اور شادکامیوں سے لبریز ہے لہٰذا وہ اسی کو اختیار کرتا ہے۔

پس "فلاح پانے والے لوگ" دنیا اور آخرت میں سے دنیا کو پس پشت کر کے آخرت کو اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ۔

۱۔ **وللاخرة خير لك من الاولى** (ضحیٰ / ۴) اور تمہارے لئے آخرت' دنیا سے بہتر ہے۔

۲۔ **وللاخرة خير وابقى** (اعلیٰ / ۱۷) اور آخرت بہتر اور دوامی ہے۔

۳۔ **ولدار الاخرة خير للذين اتقوا افلا تعقلون** (یوسف / ۱۰۹) اور آخرت کا گھر متقی اور پرہیزگاروں کے لئے بہتر ہے کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے؟

ان کے علاوہ کئی دوسری آیات بھی ہیں جو اس بات کی گواہ ہیں کہ فلاح پانے والے

افراد کا حسن انتخاب آخرت کے لئے ہوتا ہے نہ کہ دنیا کے لئے۔

سوال نمبر۱۷ : آیت مجیدہ "**بای ذنب قتلت**" کس موضوع کو بیان کر رہی ہے؟ اختصار سے تحریر کریں!

جواب :

مذکورہ آیت "**بای ذنب قتلت**" سورۃ تکویر کی نویں آیت ہے اور یہ زمانہ جاہلیت کے رسوم و آداب کو بیان کر رہی ہے کہ اس دور کے لوگ بیٹیوں کو اپنے لئے ننگ اور عار تصور کرتے تھے۔ اسی لئے جب ان کی بیویاں کسی بچی کو جنم دیتیں تو وہ اس بچی کو اپنے لئے کلنک کا ٹیکہ سمجھ کر یا قتل کر دیتے تھے یا پھر زندہ درگور کر دیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کو یہ جاہلانہ رسم سخت ناگوار تھی لہٰذا اس نے ان کی شدید مذمت کرتے ہوئے فرمایا: "یہ بچیاں کس جرم میں قتل کی جاتی ہیں؟" تو اس کا جواب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ نا سمجھی، بے عقلی یا پھر ان کے باپوں کا جاہلانہ تعصب ہی ان کا "جرم" ہوتا تھا۔

عرب قوم پر خداوند کریم کی ایک بہت بڑی مہربانی یہ بھی تھی کہ اس نے انہیں "دختر کشی" کے جرم سے چھٹکارا دلایا۔

سوال نمبر۲۷ : قرآن مجید میں مذکور "**نباء عظیم**" (بہت بڑی خبر) سے مراد کیا ہے؟ اختصار سے بیان کیجئے۔

جواب : اللہ تعالیٰ قرآن مجید کی سورۂ "نباء" میں ارشاد فرماتا ہے:

"**عم یتساء لون عن النباء العظیم**" (نباء/۱-۲)

لوگ آپس میں کس چیز کا حال پوچھتے ہیں؟ ایک بڑی خبر کا حال

اس آیت کے شان نزول کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کفار مکہ کہ جو معاد (قیامت) اور نبوت کے منکر تھے ایک دوسرے سے نباء عظیم (بہت بڑی خبر) کے متعلق پوچھا کرتے تھے۔

"**نباء عظیم**" کے متعدد معانی بتائے گئے ہیں جن میں سے اہم معنی یہ ہے کہ اس سے مراد "قیامت کبریٰ" ہے کہ جس دن تمام لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔ چونکہ عام طور پر مکی آیات کا طریقہ کار یہ ہے کہ وہ کفار و مشرکین کو قیامت اور اس کے عواقب و نتائج سے متنبہ کرتی ہیں' لہٰذا یہی چیز اہل مکہ کے درمیان زیر بحث رہتی اور وہ ایک

دوسرے سے اس اہم ترین چیز کے بارے میں سوال کرتے رہتے تھے۔ البتہ یہی سوال کفار کی طرف سے حضرت ختمی مرتبتؐ سے ایک اور انداز میں کیا گیا:

"**یسئلونک عن الساعة ایان مرسها**" یعنی (اے رسولؐ!) آپؐ سے یہ لوگ قیامت کے بارے میں پوچھا کرتے ہیں کہ کب برپا ہوگی؟ (اعراف / ۱۸۷)

"نباء" کے بارے میں مزید اور تفصیلی معلومات کے لئے تفسیر المیزان اور تفسیر نمونہ کا مطالعہ فرمایا جائے۔

(قول مترجم) جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ "نباء عظیم" کے متعدد معانی بتائے گئے ہیں۔ چنانچہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد قیامت ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ قرآن ہے اور دوسرے کئی حضرات کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ چنانچہ عمرو بن عاص جسے حضرت علیؑ سے خاصی دشمنی تھی مگر حق آخر ظاہر ہو کر رہتا ہے اس نے حضرت علیؑ ہی کے بارے میں کہا ہے:

"**ھو النباء العظیم و فلک نوحؑ۔ و باب اللّٰہ و انقطع الخطاب۔**

یعنی علیؑ ہی نباء عظیم اور حضرت نوحؑ کی کشتی اور خدا کے دروازہ ہیں اس کے بعد خطاب منقطع ہو جاتا ہے۔ یعنی متکلم کے لئے کسی کلام کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

اسی طرح کافی میں ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو انہوں نے فرمایا: "یہ جناب امیر المومنینؑ کی شان میں ہے۔ حضرت علیؑ خود فرمایا کرتے تھے کہ نہ خداوند تعالیٰ کی کوئی نشانی مجھ سے بڑھ کر ہے اور نہ اس کی کوئی چیز مجھ سے عظیم ہے۔

عیون اخبار الرضا میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جناب رسالت مابؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا: "یا علیؑ!...... تم خبر بزرگ ہو۔ تم صراط مستقیم ہو......"

سوال نمبر ۷۳ : قرآن مجید کی تمام آیات مجموعی طور پر کس محور کے گرد گھومتی ہیں؟ یعنی یہ تمام آیات مجموعی طور پر کیا کچھ بیان کرنا چاہتی ہیں؟

جواب :

قرآن مجید کی ایک سادہ اور روشن لیکن کلی اور مجموعی تصویر مرتب کرنے کے لئے، علماء اسلام نے کوشش کی ہے کہ قرآن مقدس کی آیات کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے انہیں مختلف عنوانات دے کر ان سے ایک مجموعی اور کلی موضوع اخذ کیا ہے۔ چنانچہ جو بات

سب سے زیادہ مشہور ہے وہ یہ کہ قرآنی آیات اور اس کے معارف کا محور تین کلی عناوین ہیں۔

۱۔ عقائد = جیسے توحید' عدل' نبوت' امامت اور قیامت وغیرہ

۲۔ احکام = جیسے نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ' وغیرہ

۳۔ اخلاق = جیسے غیبت' تہمت' بدگمانی وغیرہ

واضح ہے کہ قصص انبیاء پر مشتمل آیات بھی در حقیقت مذکورہ تین عنوانات یا ان میں سے کسی ایک کو بیان کرتی ہیں۔ کیونکہ داستان یا قصہ تو بذات خود کسی موضوعیت کا حامل نہیں ہے' بنابریں وہ قرآن کی تمام آیات کی مندرجہ بالا تین موضوعات میں سے کسی ایک کے تحت تفسیر و تشریح کرتے ہیں۔

بعض علماء نے تو اس سے بھی زیادہ کلی اور مجموعی عنوان کو منتخب کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ قرآن ایک ایسی کتاب ہے جس کا محور "اللہ" ہے۔ تمام آیات کا محور بلکہ اس سے بالاتر تمام کائنات کا اصل محور ذات احدیت پروردگار ہے۔ لہٰذا تمام آیات مجموعی طور پر ذات پروردگار کے بارے میں گفتگو کرتی ہیں اور ان کا محور "اللہ" ہی ہے۔

بعض علماء یہ بھی کہتے ہیں کہ اگرچہ قرآن مجید ایک آسمانی کتاب ہے اور حق تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔ لیکن اس کی مخاطب ایک جانی پہچانی ذات ہے اور اس کا مطلوب و مقصود "انسان" ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے وہ سب انسان کی ہدایت کے لئے ہے پس قرآن مجید کی تمام آیات کا محور "انسان" ہے۔

لیکن سب سے بہتر یہ ہے کہ ہم یوں کہیں : قرآن مجید "انسان اور خدا کے باہمی رابطوں" کو بیان کر رہا ہے یعنی وہی فریضہ انجام دے رہا ہے جس کی ذمہ داری دین نے لی ہوئی ہے۔

سوال ۴۷ : ان قرآنی سورتوں کا نام بتایئے جن کا آغاز "انشائی کیفیت" سے ہوتا ہے۔

جواب : "انشاء" کا مطلب ہے کہ کسی چیز کا وجود میں لانا یا کسی چیز سے باز رکھنا۔ لہٰذا انشائی کیفیت کا دوسرا نام "امر" یا "نہی" کی کیفیت ہے۔

چنانچہ جو سورتیں انشائی کیفیت کے ساتھ قرآن مجید میں موجود ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ سورۂ والناس — "قل" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۲۔ سورۂ فلق — "قل" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۳۔ سورۂ توحید "قل" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۴۔ سورۂ کافرون "قل" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۵۔ سورۂ علق "اقراء" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۶۔ سورۂ اعلیٰ "سبح" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

۷۔ سورۂ جن "قل" کے ساتھ شروع ہوتی ہے

یہاں اس بات کا بتانا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ "ندا" "استفہام" اور "قسم" کی کیفیت انشائی نہیں ہے بلکہ اس میں جملہ کے اگلے حصے کی طرف توجہ کریں گے کہ آیا وہ جملہ خبریہ ہے یا جملہ انشائیہ؟ اور اسی کے مطابق حکم لگائیں گے۔ مثلاً سورہ مزمل کے آغاز میں ہے **"یا ایھا المزمل"** تو اس کے بعد کے جملہ کو دیکھتے ہوئے یہ کہیں گے کہ اس کی "کیفیت انشائی" ہے کیونکہ اس کے بعد "قم" ہے جو امر کا صیغہ ہے۔ لیکن خود اس آیت کی ابتداء کے پیش نظر ہم اسے "انشائی کیفیت" کا حامل نہیں کہیں گے۔ جبکہ سوال یہ کیا گیا ہے کہ ان سورتوں کے نام بتائے جائیں جن کا آغاز "انشائی کیفیت" کے ساتھ ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۵۷ : ان اقوام کے نام بتایئے کہ جن کو قرآن نے برائی سے یاد کیا ہے!

جواب :

۱۔ حضرت نوحؑ کی قوم (سورۂ توبہ / ۷۰)

۲۔ فرعون کی قوم (سورۂ ہود / ۹۸)

۳۔ حضرت موسیٰؑ کی قوم (بنی اسرائیل) (طہ / ۸۵)

۴۔ قوم عاد (توبہ / ۷۰)

۵۔ قوم ثمود (توبہ / ۷۰)

۶۔ قوم حضرت لوطؑ (توبہ / ۷۰)

۷۔ قوم حضرت شعیبؑ (توبہ / ۷۰)

۸۔ قوم حضرت ابراہیمؑ (توبہ / ۷۰)

یہاں یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن مجید میں بعض قوموں کو برائی کے ساتھ یاد کیا گیا ہے جیسے قوم لوطؑ وغیرہ اور بعض قومیں ایسی بھی ہیں جن کے بارے میں کہا جاسکتا ہے کہ ان کے دو حصے ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کی قوم' کیونکہ قرآن کریم میں ان میں سے بعض لوگوں کو برائی سے یاد کیا گیا ہے اور بعض مقامات پر کچھ لوگوں کی "اہل ایمان و یقین" کے عنوان سے

تعریف کی گئی ہے۔

البتہ اس سلسلے میں یہ بھی بتاتے چلیں کہ قرآن مجید میں چند "گروہوں" کا تذکرہ بھی ہے جنہیں "اصحاب" کے عنوان سے ذکر کیا گیا ہے لیکن یہاں ان کے بارے میں سوال نہیں کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۶۷ : وہ کون سی پہلی آیت ہے جس میں کفار و مشرکین کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟ بیان فرمایئے!

جواب :

اس بارے میں مفسرین کے درمیان اختلاف ہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم لے کر کون سی پہلی آیت نازل ہوئی ہے؟ اور یہ اختلاف تین آیتوں کے بارے میں ہے۔

اول۔ سورۂ حج / آیت ۳۹۔ ارشاد ہوتا ہے:

"اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللّٰہ علی نصرھم لقدیر۔

جن (مسلمانوں) سے (کفار) لڑا کرتے تھے چونکہ وہ نہتے ستائے گئے اسی لئے انہیں بھی (جہاد کی) اجازت دے دی گئی اور خدا تو ان لوگوں کی مدد پر یقیناً قادر ہے۔

دوم۔ سورۂ بقرہ آیت ۱۹۰۔ ارشاد باری ہے:

"وقاتلوا فی سبیل اللّٰہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللّٰہ لا یحب المعتدین"

اور جو لوگ تم سے جنگ کریں تم (بھی) خدا کی راہ میں ان سے لڑو اور زیادتی نہ کرو کیونکہ خدا زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

سوم۔ سورۂ توبہ آیت ۱۱۱۔ ارشاد رب العزت ہے:

"ان اللّٰہ اشتری من المومنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ یقاتلون فی سبیل اللّٰہ فیقتلون و یقتلون وعدا علیہ حقا فی التوراۃ والانجیل و القرآن ومن اوفی بعھدہ من اللّٰہ فاستبشروا ببیعکم الذی بایعتم بہ و ذالک ھو الفوز العظیم"

یعنی اس میں تو شک نہیں کہ خدا نے مومنین سے ان کی جانیں اور ان کے مال اس بات پر خرید کرلئے ہیں کہ (ان کی قیمت) ان کے لئے بہشت ہے۔ (اسی وجہ سے)

یہ لوگ خدا کی راہ میں لڑتے ہیں (تو کفار کو) مارتے ہیں اور (خود بھی) مارے جاتے ہیں یہ پکا وعدہ ہے جس کا پورا کرنا خدا پر لازم ہے اور ایسا پکا ہے کہ تورات و انجیل اور قرآن (تک میں) میں لکھا ہوا ہے' اور اپنے عہد کا پورا کرنے والا خدا سے بڑھ کر اور کون ہے؟ تم تو اپنی خرید و فروخت سے جو تم نے خدا سے کی ہے خوشیاں مناؤ یہی تو بڑی کامیابی ہے۔

تاہم مشہور یہی ہے کہ اس بارے میں نازل ہونے والی سب سے پہلی آیت سورۂ حج کی ۳۹ویں آیت ہے' روایات کی رو سے بھی اور آیت کے بعد کے مفہوم سے بھی اسی بات پر استدلال کیا گیا ہے۔ مسلم نکتہ یہ ہے کہ سورۂ توبہ کی ۱۱۱ویں آیت اہل ایمان کو جنگ و جہاد کے لئے آمادہ کرنے کے لئے ہے اسے جنگ و جہاد کی اجازت دیئے جانے کے بعد ہونا چاہئے کہ جس میں جنگ و جہاد کے لئے طاقتیں یکجا کرنے کی طرف دعوت دی جا رہی ہے۔ یہ سب کچھ اس وقت ہونا چاہئے جب اس سے پہلے جہاد کا حکم ہو جائے' پھر جنگ و جہاد کے آثار و منافع کا بیان ہونا چاہئے اور مجاہدین کے اجر و ثواب کو بیان کرنا چاہئے۔ باقی رہ جاتی ہے سورۂ حج کی ۳۹ ویں آیت اور سورہ بقرہ کی ۱۹۰ویں آیت' تو اس ے میں عرض ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے لئے کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں جنہیں تفسیر کی کتابوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر ۷۷ : **"اشھر حرم"** (حرمت والے مہینے) قرآن مجید کی کس سورت میں ہیں؟ اس کا مفہوم بیان کریں۔

جواب :

قرآن مجید میں **"اشھر حرم"** یعنی حرمت والے مہینوں کا ذکر تو ہوا ہے لیکن ان کے نام نہیں بتائے گئے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "**یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیہ قل قتال فیہ کبیر**۔

یعنی اے رسولؐ! (لوگ) آپؐ سے حرمت والے مہینے میں جنگ کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ کہہ دیں کہ اس میں جنگ کرنا بڑا (گناہ) ہے' تو معلوم ہوا کہ حرمت والے مہینوں سے مراد وہ مہینے ہیں کہ جن میں جنگ کرنا حرام ہوتا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں سورۂ توبہ / ۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

"فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم"

یعنی جب حرمت والے مہینے ختم ہو جائیں تو پھر تم مشرکین کے ساتھ جنگ کرو۔

حرمت والے یا حرام مہینے چار ہیں۔ا۔ محرم 'رجب 'ذی القعدہ اور ذی الحجہ۔
یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ حرام مہینوں میں جنگ و جدال کے حرام ہونے کے علاوہ ایک اور خصوصیت بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ ان میں دیت میں اضافہ بھی ہو جاتا ہے۔ جس کی تفصیل قضا کی بحث میں بیان ہوئی ہے۔

سوال ۷۸ : عزت کس کے پاس ہوتی ہے؟ قرآن کی رو سے بیان فرمائیں۔

جواب :

افواہیں پھیلانے اور اسلامی معاشرہ میں گڑبڑ کرنے میں منافقین کا بہت زیادہ ہاتھ ہے' ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ مومنین کو پیغمبر اکرمؐ کے اطراف سے دور کردیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو جب بھی کوئی ناگوار حادثہ پیش آجاتا یا انہیں کوئی کامیابی حاصل ہوتی تو منافقین اس بارے میں سازشیں کرنا شروع کردیتے۔ چنانچہ جنگ سے فتح و کامرانی کے بعد جب سب لوگ مدینہ واپس آگئے تو منافقین کہنے لگے اب جب کہ ہم مدینہ میں داخل ہوں گے تو پیغمبرؐ اور ان کے اصحاب ہمیں ذلیل و خوار کردیں گے حالانکہ یہاں ہماری بہت عزت ہے اور ہمارے پاس لوگوں کی ہروقت آمد و رفت رہتی ہے۔

"یقولون لئن رجعنا الی المدینة لیخرجن الاعز منھا الاذل" (منافقون / ۸)

کہتے ہیں کہ جب ہم مدینہ واپس جائیں گے تو عزت دار ذلیل کو ضرور باہر کردیں گے۔

حالانکہ منافقین یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی کوئی عزت ہی نہیں تھی کہ جسے وہ ضائع کردیں۔ بلکہ عزت اور سربلندی تو صرف خدا' اس کے رسول اور مومنین کے لئے ہے' جیسا کہ اسی آیت کے آخر میں اللہ فرماتا ہے:

وللہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولکن المنفقین لا یفقھون"

سوال نمبر۷۹ : قرآنی آیات کی رو سے بیان کریں کہ منافقین کی کون سی واضح صفات ہیں؟

جواب :

قرآن مجید میں منافقین کی بہت سی واضح صفات بیان کی گئی ہیں جن میں سے چند ایک

درج ذیل ہیں۔

۱۔ بظاہر کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں لیکن حقیقت میں ایمان پر نہیں ہوتے (بقرہ/۸)

۲۔ خدا کو فریب دیتے ہیں۔ (البتہ اپنے خیال کے مطابق) (بقرہ/۹)

۳۔ مومنین کو فریب دیتے ہیں (بقرہ/۹)

۴۔ ان کے دل بیمار ہوتے ہیں (بقرہ/۱۰)

۵۔ فساد پھیلاتے ہیں لیکن کہتے یہ ہیں کہ ہم بڑے مصلح ہیں (بقرہ/۱۱)

۶۔ ایمان اور مومنین کو حقیر سمجھتے اور ان کی توہین کرتے ہیں (بقرہ/۱۳-۱۴)

۷۔ حقیقت اور حقائق کو نہیں سن پاتے کیونکہ ان کے دل بہرے ہوتے ہیں (بقرہ/۱۸)

۸۔ حق و حقیقت کو بیان نہیں کرپاتے کیونکہ ان کی زبانیں بند ہوجاتی ہیں (بقرہ/۱۸)

۹۔ حقیقت اور حق کو دیکھ نہیں پاتے کیونکہ ان کی آنکھیں اس سے بند ہوجاتی ہیں (بقرہ/۱۸)

۱۰۔ موت سے ڈرتے ہیں (بقرہ/۱۹)

۱۱۔ جھوٹ بولتے ہیں (منافقون/۱)

۱۲۔ دوسرے لوگوں کو راہ خدا میں خرچ کرنے سے روکتے ہیں (منافقون/۷)

۱۳۔ جھوٹی قسمیں بہت کھاتے ہیں (منافقون/۲)

۱۴۔ بدگمانیوں کے بادشاہ ہوتے ہیں اور ہر چیز کے بارے میں بدگمانی کرتے ہیں (منافقون/۴)

۱۵۔ بڑے متکبر ہوتے ہیں (منافقون/۸)

سوال نمبر۸۰ : قرآن کی رو سے ثابت کریں کہ کون سی چیزیں انسان کو خدا کی یاد سے غافل کردیتی ہیں؟

جواب :

چار چیزیں انسان کو خدا کی یاد سے غافل کردیتی ہیں۔

۱۔ شیطان۔ قرآن کہتا ہے : **"انما یرید الشیطن ...... و یصدکم عن ذکر اللہ"** (مائدہ/۹۱)

شیطان کی تو بس یہی تمنا ہے کہ...... خدا کی یاد...... سے تمہیں باز رکھے

۲۔ مال و دولت۔ قرآن فرماتا ہے: "**یا یھا الذین امنو لا تلھکم اموالکم ...... عن ذکر اللہ**" (منافقون/۹)

یعنی اے ایمان والو! تمہارے مال...... تمہیں خدا کی یاد سے غافل نہ کریں۔

۳۔ اولاد۔ قرآن مجید کہتا ہے: "...... **ولا اولادکم عن ذکر اللہ**......"

یعنی اور نہ ہی تمہاری اولاد تمہیں خدا کی یاد...... سے غافل کردے۔ (منافقون/۹)

۴۔ دنیا طلبی۔ ارشاد باری ہے:

"**فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا**" (نجم/۲۹)

یعنی جو ہماری یاد سے روگردانی کرے اور صرف دنیاوی زندگی کا طالب ہو تو تم بھی اس سے منہ پھیر لو۔

انسان تشنہ محبت ہے۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اس سے محبت کریں اور یہ بھی اس کی شدید تمنا ہوتی ہے کہ وہ کسی سے محبت کرے۔ ہاں جو لوگ شیطانی مقاصد کی تکمیل کے لئے اولاد' مال اور دنیا کی محبت میں غرق ہو جاتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ذات پروردگار سے ان کا کوئی واسطہ اور رابطہ نہیں رہتا۔ وہ اس حد تک خدا سے لاتعلق ہو جاتے ہیں کہ خدا کو بھلا ہی دیتے ہیں۔

جو انسان شیطانی احکامات کا پابند اور اس کی خواہشات کا اسیر ہو جاتا ہے اسے یہ توفیق کم ہی حاصل ہوتی ہے کہ وہ خدا کی طرف لوٹ آئے اور اس کا خالص بندہ بن جائے۔ یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے کہ مال اور اولاد' انسان کے لئے کڑی آزمائش ہیں اور دنیا اور اس کی رنگینیاں بھی اس کے لئے امتحان کا موجب ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ان کو ایک قسم کا ذریعہ بنا کر اپنا مقصود و مطلوب حاصل کرے یا پھر انہیں غلط مقاصد میں استعمال کرکے اپنی عاقبت برباد کر ڈالے۔ شیطان کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ انسان کو خدا کا راستہ اختیار کرنے سے روکے رکھے اور اسے یہ باور کرائے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا ہے اور دنیا نام ہے مال اور اولاد کا۔

سوال نمبر ۸۱ : وہ امانت کہ جسے اٹھانے سے پہاڑوں تک نے انکار کر دیا مگر انسان نے اسے اٹھا لیا' اس کا ذکر کس سورت میں ہے؟ اور علامہ (سید محمد حسین) طباطبائیؒ کے نظریہ کے مطابق وہ کون سی امانت ہے؟

جواب : سورۂ احزاب کی آیت ۷۲ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"انا عرضنا الامانة على السموات والارض والجبال فابين ان يحملنها واشفقن منها وحملها الانسان انه كان ظلوما جهولا۔ ليعذب الله المنفقين والمنفقت والمشركين والمشركت و يتوب الله على المومنين والمومنت وكان الله غفورا رحيما"

یعنی بے شک ہم نے اپنی امانت کو سارے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا' تو انہوں نے اس کا (بار) اٹھانے سے انکار کردیا اور اس سے ڈر گئے لیکن انسان نے اسے اٹھالیا' بے شک انسان (اپنے حق میں) بڑا ظالم اور نادان ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں' مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو (ان کے کئے کی) سزا دے گا اور ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کی توبہ قبول فرمائے گا اور خدا تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اس میں علماء و مفسرین کا اختلاف ہے کہ اس "امانت" سے کون سی امانت مراد ہے؟ ہر ایک کے نزدیک اس کا ایک علیحدہ مفہوم ہے' کوئی کہتا ہے کہ اس سے مراد "معرفت" ہے کوئی کہتا ہے کہ یہ "ذمہ داری" ہے اور کوئی کچھ اور کہتا ہے۔ لیکن علامہ طباطبائی مرحوم نے تفسیر المیزان میں یہ نظریہ دیا ہے کہ امانت ایسی چیز کو ہونا چاہئے جو ایمان' نفاق اور شرک کی جامع ہو سکتی ہو بالفاظ دیگر امانت ایک ایسی چیز کو ہونا چاہئے جسے مد نظر رکھ کر ایمان' شرک اور نفاق کے معنی کو سمجھا جا سکے۔ لہٰذا اسے دینی امور سے متعلق ہونا چاہئے' پس وہ اس بارے میں ایک تفصیلی گفتگو کے بعد اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس امانت سے مراد "ولایت الٰہیہ" ہونی چاہئے (۴۹)

سوال نمبر ۸۴ : قرآنی آیات کی رو سے بتایئے کہ وہ کون سی چیز ہے جو سب سے زیادہ خدا کے غضب کا موجب ہوتی ہے؟

جواب :

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو پروردگار کے غضب کی شدت کا موجب ہوتی ہیں' منجملہ ان کے چند ایک کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

۱۔ مومنین کو جان بوجھ کر قتل کرنا (سورۂ نساء/۹۳)

۲۔ خدا کی ذات سے کفر کرنا (بقرہ/۶۱)

۳۔ انبیاءؑ کو قتل کرنا (بقرہ/۶۱)

۴۔ نفاق (فتح/۶)

۵۔ شرک (فتح/۶)

۶۔ خدا سے بدگمانی کرنا (فتح/۶)

اس ضمن میں یہ بھی بتاتے چلیں کہ خداوند عالم سورۂ صف/ ۳ میں فرماتا ہے:

"کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون" یعنی خدا کے نزدیک یہ بڑے غضب کی بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں۔

یعنی انسان ایسی بات کہے جس پر خود عمل نہ کرے' اس سے خدا کا غضب جوش میں آجاتا ہے

"یا ایھا الذین امنوا لم تقولون ما لا تفعلون" (صف/ ۲) اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے' اور دوسروں سے اس پر عمل پیرا ہونے کی خواہش کرتے ہو' یہ چیز خدا کے غیظ و غضب کا موجب ہوتی ہے۔

سوال نمبر ۸۳ : قرآن مجید میں "اقتصادی سیاست" کی بنیاد کس چیز پر استوار ہے؟ آیت کے حوالے سے لکھیں۔

جواب :

اسلام اور خاص طور پر قرآن مجید میں "اقتصادی سیاست" کی بنیاد "خدا کی نعمتیں سب کے لئے" پر ہے۔ واضح ہے کہ بعض لوگ مقام و منصب کی وجہ سے زیادہ آمدنی رکھتے ہیں' اسی لئے انہیں مال خرچ کرنا اور خدا کی راہ میں انفاق کرنا چاہئے۔ پس یہ کہنا چاہئے کہ اسلام اور قرآن میں اقتصاد کی بنیاد "انفاق" پر ہے' ان آیات پر غور کیجئے:

۱۔ **وما لکم ان لا تنفقوا فی سبیل اللہ وللہ میراث السموات والارض** (۳۰)

ترجمہ: تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے جبکہ سارے آسمان و زمین کا مالک و وارث خدا ہی ہے

۲۔ **والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم** (۳۱)

ترجمہ: جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے جاتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے رسولؐ) ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دو۔

۲۔ **لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون(۳۲)**

ترجمہ: جب تک تم اپنی پسندیدہ چیزوں میں سے کچھ (راہ خدا میں) خرچ نہ کرو گے ہرگز نیکی کے درجہ پر فائز نہیں ہو سکتے۔

ان تمام چیزوں کا راز اس میں ہے کہ "**کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم**"

ترجمہ: تاکہ دولت صرف سرمایہ داروں (کے ہاتھوں) میں جمع نہ ہوتی رہے یہ بحث بڑی دقیق ہے لیکن ہمارے لئے اس سے زیادہ گنجائش نہیں ہے۔

سوال نمبر ۸۴ : اسلامی معاشرہ کب انسانی کمال تک رسائی حاصل کرے گا؟ اور کب مکمل طور پر اسلامی ہو گا؟

جواب :

جب معاشرے کے تمام افراد یہ عہد کرلیں کہ تمام دینی دستورات پر عمل کریں گے اور قرآن مجید جو کتاب ہدایت ہے مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد قرار پائے تو اس وقت معاشرے پر آسمانی برکات نازل ہوتی ہیں۔ قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے۔

"**ولو ان اهل القری امنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السماء والارض(۳۳)**

ترجمہ: اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بنتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں (کے دروازے) کھول دیتے۔

سوال نمبر ۸۵ : قرآن مجید میں کون سے تین گروہ مذکور ہوئے ہیں؟ آیت کے حوالے کے ساتھ لکھیں

جواب :

سورۂ واقعہ میں آیت ۷ کے بعد اس طرح ارشاد ہوتا ہے:

"**وکنتم ازواجا ثلاثه**" ترجمہ: تم تین قسم کے گروہ تھے

پہلا گروہ "**فاصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة**" یعنی دائیں طرف والے۔ کیا کہنے دائیں طرف والوں کے

دوسرا گروہ **فاصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة**" یعنی اور بائیں

طرف والے پھوٹ گئے نصیب بائیں طرف والوں کے۔

تیسرا گروہ **"السابقون السابقون اولئک المقربون"** یعنی آگے بڑھنے والے' وہ تو آگے بڑھنے والے ہیں۔ وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

پھر آگے جا کر تینوں گروہوں کو ان کا مقام بتایا جاتا ہے' مزید تفصیل کے لئے سورۂ واقعہ کی اسی آیت کے ذیل میں تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۸۶ : آیت کی رو سے بتائیں کہ اصحاب کہف کتنے آدمی تھے؟

جواب :

سورۂ کہف آیت ۲۲ میں اس طرح آیا ہے: **"سیقولون ثلاثة رابعهم کلبهم ویقولون خمسة سادسهم کلبهم رجما بالغیب ویقولون سبعة و ثامنهم کلبهم قل ربی اعلم بعدتهم......"**

ترجمہ: قریب ہے کہ کچھ لوگ غیب میں انکل لگاتے اور اندازہ لگاتے ہوئے کہیں گے کہ وہ آدمی تین تھے چوتھا ان کا کتا اور کہیں گے کہ وہ پانچ تھے چھٹا ان کا کتا اور کہیں گے کہ وہ سات آدمی تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا (اے رسول) تم کہدو کہ ان کی تعداد میرا رب ہی خوب جانتا ہے......

اور یہ کہ اصحاب کہف کون لوگ تھے؟ ان کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا؟ اور ان کا انجام کیا ہوا؟ بہت پیاری کہانی ہے جو قرآنی قصوں اور بعض تفاسیر کی کتابوں میں بیان ہوئی ہے اس کا خود مطالعہ کریں۔

سوال نمبر ۸۷ : قرآن مجید کی تلاوت' حفظ اور قرآن مجید میں غور و فکر کرنے میں سے کون سی چیز زیادہ فائدہ مند ہے؟ اس کی وجہ بھی لکھیں!

جواب :

اگرچہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے کا بڑا ثواب ہے اور اس شخص کو اجر عظیم اور بہت بڑا صلہ ملتا ہے کہ جو قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ اسی طرح حفظ قرآن بھی ہے لیکن بنیادی نکتہ یہ ہے کہ تلاوت کو صرف تلاوت ہی کے لئے نہیں اور اسی طرح حفظ کرنا صرف پڑھنے یا حفظ کرنے کے لئے ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان سب چیزوں کو قرآن مجید میں غور و فکر کرنے کا مقدمہ ہونا چاہئے۔ اگر قرآن مجید ہدایت کی کتاب ہے! اگر یہ فرقان ہے اور اگر یہ میزان ہے

تو یہ سب کچھ قرآنی آیات میں غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ قرآن میں گہرا غور و فکر کرنے اور خدا کے وسیع خوان سے بہرہ مند ہونے سے ہی زاد راہ حاصل کیا جاسکتا ہے اور سعادت تک لے جانے والے راستے کو آسانی سے طے کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر ۸۸ : آیات قرآن میں سیاحت کا کیا فلسفہ بیان ہوا ہے؟ اختصار سے لکھیں۔

جواب :

متعدد آیات میں خداوند عالم نے سیر و سیاحت کا حکم دیا ہے

۱۔ (نمل / ۷۱) ۲۔ (عنکبوت / ۲۰) ۳۔ (آل عمران / ۱۳۷) ۴۔ (انعام / ۱۰) ۵۔ (روم / ۴۲)

اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں سیر و سیاحت کا تذکرہ ہوا ہے۔

۱۔ (یوسف / ۱۰۹) ۲۔ (روم / ۹) ۳۔ (فاطر / ۴۴) ۴۔ (مومن / ۸۱، ۸۲)

اگر ان تمام آیات پر نظر کی جائے جو کسی بھی طرح سیر و سیاحت کے موضوع کی طرف اشارہ کرتی ہیں تو معلوم ہوگا کہ خداوند عالم انسانوں کو سیر و سیاحت کی طرف رغبت دلاتا ہے تاکہ وہ

۱۔ خدا کی معرفت حاصل کریں
۲۔ گزشتگان کے حالات سے عبرت حاصل کریں
۳۔ اپنی مطلوبہ زندگی کو اپنائیں (۳۴)

سوال نمبر ۸۹ : قرآنی مکتب میں عزت و تکریم کس چیز میں ہے؟

جواب :

معاشرے میں ہر شخص کسی نہ کسی طریقے سے دوسرے کی عزت کرتا ہے اور کسی نہ کسی لحاظ سے اسے بڑا سمجھتا ہے۔ بعض لوگ سرمایہ داروں کو بڑا سمجھتے ہیں، بعض علماء کا احترام کرتے ہیں اور انہیں بزرگ سمجھتے ہیں۔ بعض لوگ صاحب منصب لوگوں کی عزت کرتے ہیں اور بعض تو سفید داڑھی والوں کا بھی احترام کرتے ہیں اور انہیں عزت کے لائق سمجھتے ہیں۔ لیکن قرآنی معاشرے میں جو چیز عزت و احترام اور تکریم کا سبب اور معیار ہے وہ آدمی کا تقویٰ اور اس کی پرہیزگاری ہے "**ان اکرمکم عنداللہ اتقیکم**" (۳۵) اسی بنا پر اسلامی معاشرے میں آدمیوں کی لیاقت کو ان کا تقویٰ اور پرہیزگاری ہی معین کرتے ہیں۔

سوال نمبر ۹۰ : سورۂ حجرات میں خداوند عالم اہل ایمان کو کن ناپسندیدہ اعمال سے روکتا

ہے؟ جن چیزوں سے نہی کرتا ہے انھیں بھی اور جن چیزوں کو ترک کرنے کا حکم دیتا ہے انھیں بھی بیان کریں؟

جواب :

سورۂ حجرات ان سورتوں میں سے ایک ہے جو زندگی کے صحیح نظام کو بیان کرتی ہیں۔ جن چیزوں کی سورۂ حجرات میں نہی کی گئی ہے یا جنہیں ترک کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ یہ ہیں:

۱۔ خدا اور رسولؐ سے آگے نہ بڑھو (آیت ۱)

۲۔ اپنی آواز کو رسولؐ کی آواز سے اونچا نہ کرو (آیت ۲)

۳۔ نبی کریمؐ کو اونچی آواز سے نہ پکارو (آیت ۲)

۴۔ ایک دوسرے کا مذاق نہ اڑاؤ (آیت ۱۱)

۵۔ ایک دوسرے کو طعنے نہ دو (آیت ۱۱)

۶۔ ایک دوسرے کو برے اور ناپسندیدہ القابات سے نہ پکارو (آیت ۱۱)

۷۔ جاسوسی نہ کرو (آیت ۱۲)

۸۔ غیبت نہ کرو (آیت ۱۲)

آیت ۱۲ میں ارشاد ہوتا ہے کہ بہت سے گمانوں سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہیں۔

سوال نمبر ۱۹ : وہ کون سی آیت ہے جو جنگ میں مسلمانوں کی شکست کی وجہ بتاتی ہے؟ وہ وجہ بھی لکھیں!

جواب :

مسلمانوں کی شکست کی وجوہات میں سے ایک وجہ جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے وہ سورۂ آل عمران کی آیت ۱۵۲ میں اس طرح آئی ہے:

"و لقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه حتى اذا فشلتم و تنازعتم فى الامر و عصيتم من بعد ما ارٰكم ما تحبون منه يريد الدنيا و منكم من يريد الاخرة ثم صرفكم عنهم لبتليكم و لقد عفا منكم والله ذو فضل على المومنين"

یہ آیت جنگ احد کے واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جس میں پہلے تو مسلمان کامیاب ہوئے اور بعد میں وہ شکست کھا گئے۔ ان کی شکست کی وجہ اس طرح بیان کی گئی ہے:

۱۔ اندرونی اختلافات اور کشمکش

۲۔ احکام الٰہی کی نافرمانی و عصیان اور پچھلے وعدوں سے منہ موڑلینا

۳۔ دنیا کی طرف رجحان و رغبت اور دنیا طلبی

دوسری جگہ جہاں خدا نے مسلمانوں کی شکست کے راز سے پردہ اٹھایا ہے وہ جنگ حنین ہے کہ اس مقام پر فرماتا ہے:

"لقد نصرکم اللہ فی مواطن کثیرۃ و یوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا" و ضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین" (توبہ/۲۵)

جنگ حنین میں مسلمان پہلے تو شکست کھا گئے تھے اور اس شکست کی وجہ بھی یہ تھی کہ وہ غرور اور تکبر میں آگئے اور یہ دعوٰی کر رہے تھے کہ **"لن تغلب الیوم"** اتنی بڑی تعداد کے ساتھ ہم شکست نہیں کھاسکتے لیکن بعد میں خدا کی مدد سے وہ کامیاب ہوئے۔

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ خداوند عالم نے مسلمانوں کو مدد اور فتح کی خوشخبری ضرور دی ہے لیکن ان کے ذریعے اور ان کے مقدمات کے تیار ہونے کے ساتھ۔ فتح نہ تو کثرت تعداد سے حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی مال کی بہتات سے۔ جنگ احد اور حنین کے واقعات ہمارے لئے درس عبرت ہونے چاہئیں کہ سمجھ دار آدمی ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔ تاریخ کو ہمارے لئے ایک تجربہ ہونا چاہئے کہ جیت کے لئے کوشش کرنا چاہئے البتہ وہ صحیح اور درست کوشش ہو۔

سوال نمبر ۹۲ : کس شخص نے نماز میں سائل پر عطا کی اور زکوٰۃ دی تھی؟ کس آیت اور سورت میں اس طرف اشارہ ہوا ہے؟

جواب :

ایسا انفاق کرنے والے حضرت امیرالمومنین علیؑ تھے' سورۂ مائدہ کی آیات ۵۵ اور ۵۶ میں اس انفاق اور اس کے بدلے میں ملنے والی جزا کا بیان ہے۔ سوال نمبر ۱۰۸ میں "آیہ ولایت" کے تحت ہم اس کی مزید وضاحت کریں گے۔

سوال نمبر ۹۳ : ہجرت سے پہلے نازل ہونے والی آخری سورت اور اسی طرح ہجرت کے بعد نازل ہونے والی پہلی سورت کا نام لکھیں؟

جواب :

نبی کریمؐ کا ایک دور ہجرت سے پہلے کا ہے اور ایک دور ہجرت سے بعد کا۔ سب سے پہلی سورت جو ہجرت سے قبل نازل ہوئی وہی ہے جس سے رسول کریمؐ کے بعثت کا آغاز ہوا تھا۔ یعنی سورۂ "اقراء" (البتہ اس کے بارے میں سوال نہیں ہوا) اور آخری سورت جو رسول کریمؐ کی ہجرت سے پہلے نازل ہوئی تھی یعنی ایسی آخری سورت جو رسول کریمؐ کی مکی دور میں ان پر نازل ہوئی تھی وہ "سورۂ مومنون" ہے۔ البتہ بعض نے کہا ہے کہ وہ "سورۂ مطففین" ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "سورۂ عنکبوت" ہے۔ سب سے پہلی سورت جو ہجرت کے بعد مدینہ میں نازل ہوئی بعض کے مطابق "سورۂ مطففین" ہے اور بعض کہتے ہیں کہ "سورۂ بقرہ" ہے۔ آخری سورت جو رسول کریمؐ پر نازل کی گئی وہ "سورۂ برائت" (توبہ) ہے "سورۂ مائدہ" اور اسی طرح "سورۂ نصر" کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے۔

سوال نمبر ۹۴ : آیات کی مدد سے لکھیں کہ خدا کن لوگوں کو ناپسندیدہ قرار دیتا ہے؟

جواب :

۱۔ نیکو کاروں کو۔ "**ان اللہ یحب المحسنین**" (بقرہ / ۱۹۵)

۲۔ توبہ کرنے والوں کو "**ان اللہ یحب التوابین**" (بقرہ / ۲۲۲)

۳۔ پاکیزہ لوگوں کو "**و یحب المتطھرین**" (بقرہ / ۲۲۲)

۴۔ پرہیزگاروں کو "**ان اللہ یحب المتقین**" (آل عمران / ۷۶)

۵۔ صبر کرنے والوں کو "**واللہ یحب الصابرین**" (آل عمران / ۱۴۶)

۶۔ ان لوگوں کو جو صرف خدا کو ہی اپنا مددگار مانتے ہیں اور اسی پر بھروسہ کرتے ہیں "**ان اللہ یحب المتوکلین**" (آل عمران / ۱۵۹)

۷۔ عدل قائم کرنے والوں کو۔ "**ان اللہ یحب المقسطین**" (مائدہ / ۴۲)

۸۔ جہاد کرنے والوں کو "**ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا**" (صف / ۴)

سوال نمبر ۹۵ : آیات کی رو سے لکھیں کہ خدا کن لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے؟

جواب :

۱۔ زیادتی کرنے والوں کو "**ان اللہ لا یحب المعتدین**" (بقرہ/۱۹۰)

۲۔ فسادیوں کو "**واللہ لا یحب المفسدین**" (مائدہ/۶۴)

۳۔ فساد کو "**واللہ لا یحب الفساد**" (بقرہ/۲۰۵)

۴۔ ناشکروں اور گناہگاروں کو "**واللہ لا یحب کل کفار اثیم**" (بقرہ/۲۷۶)

۵۔ کافروں کو "**فان اللہ لا یحب الکافرین**" (آل عمران/۳۲)

۶۔ ظالموں کو "**واللہ لا یحب الظالمین**" (آل عمران/۵۷)

۷۔ خائنوں اور گناہگاروں کو "**ان اللہ لا یحب من کان خوانا" اثیما**"" (نساء/۱۰۷)

۸۔ متکبر اور خود غرض لوگوں کو "**ان اللہ لا یحب من کان مختالا" فخورا**"" (نساء/۳۶)

۹۔ اسراف کرنے والوں کو "**انہ لا یحب المسرفین**" (انعام/۱۴۱)

سوال نمبر۹۶ : حضرت یوسفؑ نے جب اپنا پیانہ بنیامین کے سامان سے ڈھونڈھ نکالا تو بھائیوں سے اس کی چوری کا حکم کیوں پوچھا؟ جبکہ اسے مصر کے قانون کے مطابق سزا نہیں دی؟ اختصار سے بیان کریں۔

جواب :

قحط کا واقعہ رونما ہونے کی وجہ سے حضرت یعقوبؑ کے بیٹے اپنے لئے غلے کا بندوبست کرنے کے لئے مصر آئے اور حضرت یوسفؑ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا اور ان سے کہا کہ جب وہ دوبارہ آئیں تو اپنے بھائی کو بھی ساتھ لیتے آئیں' پس دوسری بار جب حضرت یوسفؑ کے بھائی آئے تو ان کے ساتھ بنیامین بھی تھا۔ حضرت یوسفؑ چاہتے تھے کہ ان کا بھائی ان (یوسف) کے ساتھ رہے اور اس کے لئے پہلے انہیں راستہ ہموار کرنا تھا۔ پہلے تو انہوں نے اپنا تعارف بنیامین سے کرایا کہ میں تمہارا بھائی ہوں پریشان نہ ہونا" انہیں غلہ دے دینے کے بعد حضرت یوسفؑ نے وہ پیانہ کہ جس سے وزن کیا گیا تھا بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے مشہور کروایا کہ جس (پیمانے) سے ہم وزن کرتے تھے وہ چوری ہو گیا ہے" کاروان کو روک دیا گیا اور پھر وہ برتن بنیامین کے سامان سے ڈھونڈھ نکالا۔ بات عدالت تک جا پہنچی اور برادران حضرت یوسفؑ سے عدل و انصاف حاصل کرنے کے لئے گئے کہ جو وقت کے بادشاہ تھے۔

اگر حضرت یوسفؑ چاہتے تو بنیامین کو مصر کے عدالتی قوانین کے مطابق سزا دیتے کہ جس میں بنیامین کو کوڑے مارے جاتے اور جیل میں بھی ڈالا جاتا۔ جبکہ وہ چور نہیں تھا اور کسی چیز کو بھی اس نے نہیں چرایا تھا اسی لئے انہوں نے اپنے بھائیوں سے پوچھا جو ابھی تک نہیں جانتے تھے کہ حضرت یوسفؑ ان کے بھائی ہیں۔ یہ بتاؤ کہ تم لوگ چوروں کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے قانون کے مطابق چور کی سزا چور خود ہی ہے' آپ اسے اپنے پاس رکھ لیں۔ (البتہ یہ باتیں پیمانے کے برآمد ہونے سے پہلے کی ہیں جب وہ اپنی شرافت کا یقین دلاتے ہیں اور حضرت یوسفؑ سامان دیکھنے پر اصرار کرتے ہیں اور ایسے وقت یہ باتیں کم و بیش اسی طرح کہی جاتی ہیں آیت پر توجہ کریں۔ مترجم)

"قالوا فما جزاؤہ ان کنتم کاذبین۔ قالوا جزاؤہ من وجد فی رحلہ فھو جزاؤہ" (۳۶)

ترجمہ: تب وہ (ملازمین) بولے اگر تم جھوٹے نکلے تو پھر چور کی کیا سزا کیا ہوگی؟ یہ لوگ بول اٹھے کہ اس کی سزا یہ ہے کہ جس کے سامان سے وہ پیمانہ نکلے تو وہ خود ہی اس کا بدلہ ہے) حالانکہ حضرت یوسفؑ نہیں چاہتے تھے کہ اپنے بھائی کو شاہ مصر کے عدالتی قانون کے مطابق سزا دیں: **"ما کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک"** (۳۷) یعنی وہ اپنے بھائی کو ملکی قانون کے تحت جکڑنا نہیں چاہتے تھے)

سوال نمبر۹۷ : قرآن مجید کی رو سے حضرت موسیٰؑ کے معجزات بیان کریں؟

جواب :

۱۔ قحط' خشک سالی اور پھلوں کی کمی

"ولقد اخذنا آل فرعون بالسنین و نقص من الثمرات" (اعراف / ۱۳۰)

۲۔ طوفان۔ **"فارسلنا علیھم الطوفان"** (۳۸)

۳۔ ٹڈی دل **"والجراد"** (۳۹)

۴۔ جوئیں۔ **"القمل"** (۴۰)

۵۔ مینڈک **"والضفادع"** (۴۱)

۶۔ خون **"والدم"** (۴۲)

۷۔ دریا میں غرق ہونا۔ **"فاغرقناھم فی الیم"** (اعراف / ۱۳۶)

"واغرقنا آل فرعون" (اعراف / ۵۰)

۸۔ عصاء کا سانپ بن جانا "**فالقیھا فاذا ھی حیۃ تسعی**" (طہ/۲۰)

۹۔ ید بیضاء "**واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء من غیر سوء**" (طہ/۲۲)

۱۰۔ بادلوں کا سایہ کرنا "**وظللنا علیھم الغمام**" (بقرہ/۵۷)

۱۱۔ من و سلویٰ کا اترنا احتمال یہی ہے کہ یہ پھلوں اور پرندوں سے بنی ہوئی غذا ہی ہوگی۔ "**وانزلنا علیکم المن و السلوی**۔" (بقرہ/۵۷)

۱۲۔ متعدد چشموں کا جاری ہو جانا "**فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا**" (بقرۃ ۶۰)

۱۳۔ دریا کا شق ہونا اور حضرت موسیٰؑ کے ساتھیوں کو نجات ملنا "**واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا آل فرعون**" (بقرہ/۵۰)

۱۴۔ کتاب جو خدا نے حضرت موسیٰؑ کو دی۔ "**واذ اتینا موسی الکتاب والفرقان**" (بقرہ/۵۳)

۱۵۔ مردوں کو زندہ کرنا "**فقلنا اضربوہ ببعضھا**" (بقرہ/۷۳)

اور دوسرے بہت سے معجزات.......

سوال نمبر۹۸ : قرآن کی رو سے لکھیں کہ زمین کے وارث کون لوگ ہیں؟

جواب :

۱۔ سورۂ قصص آیت:۵

"**ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین**" اور ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ جو لوگ روئے زمین میں کمزور کردیے گئے ہیں ان پر احسان کریں اور ان ہی لوگوں کو پیشوا بنائیں اور ان کو اس (سرزمین) کا مالک اور وارث بنائیں۔

۲۔ سورۂ انبیاء/۱۰۵

"**ان الارض یرثھا عبادی الصالحون**"

بے شک زمین کے وارث میرے شائستہ اور نیک بندے ہیں

اسی بنا پر زمین کے وارث خدا کے نیک بندے ہیں جو کمزور کردیے گئے ہیں۔

سوال نمبر۹۹ : جنت الفردوس کے وارث کون لوگ ہیں؟ ان کی کیا نشانیاں ہیں؟ آیات کی

رو سے لکھیں

جواب :

جن لوگوں میں مندرجہ ذیل صفات پائی جائیں گی وہ جنت الفردوس کے وارث ہوں گے۔

۱۔ نماز میں خضوع و خشوع کرنے والے **"الذین ھم فی صلاتھم خاشعون"**

۲۔ بے ہودہ باتوں سے پرہیز کرنے والے **"والذین ھم عن اللغو معرضون"**

۳۔ زکوٰۃ دینے والے **"والذین ھم للزکوٰۃ فعلون"**

۴۔ اپنے آپ کو حرام سے بچانے والے **"والذین ھم لفروجھم حفظون"**

۵۔ کسی کو (غلطی پر) ملامت نہ کرنے والے **"فانھم غیر ملومین"** (البتہ اس کا صحیح ترجمہ یہ ہوتا کہ ان پر کوئی ملامت نہیں ہے اور ہرگز موردِ الزام نہیں قرار پاسکتے' یہ جملہ الگ نہیں اس کا ربط بھی پچھلے حصہ کے ساتھ ہے از مترجم)

۶۔ امانت کا خاص خیال کرنے والے **"والذین ھم لامنتھم...... راعون"**

۷۔ اپنے وعدے کا لحاظ رکھنے والے **"والذین ھم...... وعھدھم راعون"**

۸۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کرنے والے **"والذین ھم علی صلواتھم یحافظون"**

"اولئک ھم الورثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خلدون"

ایسے ہی لوگ سچے وارث ہیں جو بہشت بریں (جنت الفردوس) کا حصہ لیں گے اور یہی لوگ اس میں رہیں گے (سورۂ مومنون/ ۱ تا ۱۱)

سوال نمبر ۱۰۰ : قرآن مجید کی موجودہ ترتیب "تنزیلی" ہے یا "غیر تنزیلی"؟ اختصار سے بیان کریں۔

جواب :

اگر سوال کا مقصد یہ ہے کہ یہ قرآن جو اس وقت ہمارے ہاتھوں میں ہے کہ جس کی ابتداء سورۂ حمد سے اور انتہا سورۂ والناس پر ہوتی ہے۔ آیا وہ اپنے نزول کی ترتیب کے مطابق ہے یا نہیں؟ تو واضح سی بات ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب 'تدریجی طور پر نازل ہونے کے حساب پر نہیں ہے' کیونکہ تدریجی نزول کی صورت میں ابتداء سورۂ علق سے ہوتی ہے اور

انتہا سورۂ توبہ پر، موجودہ شواہد و قرائن اور ارشادات کی رو سے (بہ روایتے) یہ کہا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید کی موجودہ ترتیب اسی پہلی دفعہ کے نزول کی بنیاد پر ہے کہ جو یکبارگی حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل ہوا تھا۔ اور نزول تدریجی کے ساتھ آیات یکے بعد دیگرے اپنی اپنی جگہ پر یکبارگی نزول کی بنیادوں پر ترتیب کے ساتھ جمع کی گئیں۔

سوال نمبر ۱۰۱ : قرآن مجید کی کس آیت میں روزے کا حکم بیان کیا گیا ہے؟

جواب :

واضح ترین آیت جو روزے کے حکم پر دلالت کرتی ہے وہ سورۂ بقرہ کی آیت ۱۷۹ ہے۔

"یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون"

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے اوپر روزے اس طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے کے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تا کہ تم پرہیزگار بنو۔

دوسری آیات میں روزے کے احکام اور مسائل بیان فرماتا ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۰ "**ایاما" معدودات فمن کان منکم مریضا**"......."

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۱ "**شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن**......."

سورۂ بقرہ کی آیت ۱۸۳ "**احل لکم لیلة الصیام الرفث**......."

سوال نمبر ۱۰۲ : قرآن مجید کی کس آیت میں وضو کا حکم بیان ہوا ہے؟

جواب :

سورۂ مائدہ کی آیت ۶ میں وضو غسل اور تیمم کا مسئلہ بیان ہوا ہے آیت کا متن اس طرح ہے "**یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین وان کنتم مرضی او علی سفر او جاء احد منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماء ا" فتیمموا صعیدا" طیبا فامسحوا بوجوھکم وایدیکم منه ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج و لکن یرید لیطھرکم ولیتم نعمته علیکم**

لعلکم تشکرون"

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے آمادہ ہو تو اپنے مونہوں کو اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھوڈالو اور اپنے سروں کا اور ٹخنوں تک پاؤں کا مسح کرلیا کرو۔ اور اگر تم حالت جنابت میں ہو تو تم طہارت (غسل) کرلو اور اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کسی کو پاخانہ آجائے یا عورتوں سے ہم بستری کی ہو اور تم کو پانی نہ مل سکے تو پاک مٹی سے تیمم کرلو (یعنی دونوں ہاتھوں کو زمین پر مار کر) اس سے اپنے منہ اور اپنے ہاتھوں کا مسح کرلو خدا تو یہ چاہتا ہی نہیں کہ تم پر کسی طرح کی تنگی کرے بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم کو پاک و پاکیزہ کردے اور تم پر اپنی نعمت پوری کردے تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

سوال نمبر۱۰۳ : آیت "**الیوم اکملت لکم دینکم**......" میں اکمال دین سے کیا مراد ہے؟

جواب :

خداوند عالم سورۂ مائدہ کی آیت ۳ کے ضمن میں فرماتا ہے: "**الیوم یئس الذین کفروا من دینکم فلا تخشوھم واخشون ۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا**""

علماء اور قرآن کریم کے مفسرین میں "**الیوم**" کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس سے مراد کون سا دن ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جیسے ہی سورۂ مائدہ کی آیت ۳ نازل ہوئی تو الٰہی احکام کا بیان اور ان کا آنا بند ہوگیا اور اس آیت کے نازل ہونے کے ساتھ حدود اور احکام کے دروازے بند ہوگئے اور دین جو احکامات، مسائل اور اخلاق کا مجموعہ ہے مکمل ہوگیا۔ جبکہ اس آیت کے نزول کے بعد اور آیات بھی نازل ہوئی ہیں مثلاً **ارث کلالہ** (ارث کے مسئلہ میں کلالۃ الام یعنی ماں کی طرف سے قریبی کا حصہ بیان ہوا ہے۔ مترجم)

تحقیقات اور حقائق کے مطابق یہ بات مسلم ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت ۳ کا کچھ حصہ جو "**الیوم یئس**......" سے لے کر آیت کے آخر تک ہے وہ غدیر خم میں نازل ہوا ہے اور یہ آیت اس آیت "**یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک**......" کے پیچھے آئی ہے اس کے متعلق سنیوں اور شیعوں کی گواہی کے مطابق رسول کریمؐ نے حجۃ الوداع میں علی بن ابی طالبؑ کا ہاتھ بلند کیا ان کو مولا قرار دیا اور اس عنوان سے ان کا تعارف کرایا۔ مولا علیؑ کی ولایت و امامت پر کفار اس بات سے مایوس ہوگئے کہ وہ دین میں کچھ رخنہ ڈال سکیں گے کیونکہ علی بن

ابی طالبؑ کی ولایت سے دین الٰہی مکمل ہو جاتا ہے اور وہ دین کے محافظ اور نگران بن جاتے ہیں۔ اسی لئے دین کا کمال علی بن ابی طالبؑ کی ولایت سے ہے' مزید وضاحت کے لئے تفسیر المیزان یا تفسیر نمونہ میں اس آیت کے بارے میں تشریحات کا مطالعہ کیا جائے۔

سوال نمبر ۱۰۴ : کیا نماز میں قرآنی سورتوں کی تلاوت کسی بھی قاری کی قرات سے جائز اور صحیح ہے؟

جواب :

جس طرح کہ سوال نمبر ۷ میں کہا جا چکا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشہور وہی سات قاریوں کی قرات پر تلاوت کرنا ہے اور کسی بھی قراری کی قرات کے مطابق نماز میں سورتوں کے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ جائز ہے۔

سوال نمبر ۱۰۵ : آیت تطہیر قرآن مجید کی کس سورت اور کس آیت میں شامل ہے؟

جواب :

آیت تطہیر سورۂ احزاب کی آیت ۳۳ میں ہے جو اس طرح ہے:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا"

(پیغمبرؐ کے) اہل بیت خدا تو بس یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور کرے اور تمہیں پاک و پاکیزہ رکھے جس طرح پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔

یہ آیت اھل بیت نبیؐ کی عصمت اور طہارت پر دلالت کرتی ہے' مزید وضاحت کے لئے تفسیر المیزان یا تفسیر نمونہ میں اس آیت کی تشریحات کا مطالعہ فرمائیں۔

سوال نمبر ۱۰۶ : قرآن مجید میں تخلیق کائنات کا کیا فلسفہ اور کیا مقصد بیان ہوا ہے؟

جواب :

تخلیق کائنات کے راز اور فلسفہ کے بارے میں چند باتیں بیان ہوئی ہیں جو توجہ طلب ہیں۔ ان باتوں میں غور و فکر کرنے سے آدمی اچھی طرح سمجھ لیتا ہے کہ اس جہاں ہستی کو بے مقصد اور بے فائدہ خلق نہیں کیا گیا بلکہ اس کی خلقت میں بہت بڑا راز پوشیدہ ہے۔

۱۔ خلقت کا فلسفہ' عملی میدان میں انسان کی آزمائش ہے۔

"وھو الذی خلق السموات والارض فی ستۃ ایام و کان عرشہ علی الماء لیبلوکم ایکم احسن عملا" (ھود / ۷ ۔ ملک / ۲) یعنی خدا وہ ہے جس نے چھ دنوں میں آسمانوں اور زمین کو خلق فرمایا اور اس کا عرش پانی پر تھا تاکہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے زیادہ نیک عمل کون کرتا ہے؟

۲۔ خلقت کا فلسفہ یہ ہے کہ انسان خداوند عالم کی قدرت کے بارے میں علم حاصل کرے۔

"اللہ الذی خلق سبع سموات ومن الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن لتعلموا ان اللہ علی کل شیی قدیر" (طلاق / ۱۲)

یعنی اللہ وہی تو ہے جس نے سات آسمانوں کو پیدا کیا ہے اور انہی کے برابر زمین کو تا کہ تم یہ جان لو کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔

۳۔ خلقت کا فلسفہ 'خداوند عالم کی بندگی ہے:

"وما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون" (ذاریات / ۵۶) یعنی میں نے جن و انس کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ میری عبادت کریں۔

سوال نمبر ۱۰۷ : آیت الکرسی قرآن مجید کی کس سورت میں واقع ہے؟

جواب :

روایات کے مطابق سورۂ بقرہ کی آیت ۲۰۵ آیت الکرسی کے نام سے مشہور ہے اور رسول کریمؐ و ائمہ معصومین علیھم السلام اس آیت کے لئے خاص اہمیت کے قائل تھے' اس کی وجہ اس کے بہترین مضمون ہیں کہ جو اس آیت میں ہیں۔ اصل میں سورۂ توحید' سورۂ حدید کی پہلی آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت ۲۰۵ ہی ہیں کہ جن میں خداوند عالم نے اپنی ذات کی تعریف بیان کی اور اپنا تعارف کرایا ہے۔ حضرت علیؑ فرماتے ہیں کہ اگر تم جان لو کہ اس آیت کی کتنی اہمیت ہے تو اسے کسی بھی حالت میں ترک نہ کرو۔ وہ اس طرح شروع ہوتی ہے: "**اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم**" اور اس کا اختتام "**وھو العلی العظیم**" پر ہے۔ (جبکہ بعض علماء اسے "**ھم فیھا خالدون**" تک تصور کرتے ہیں۔ مترجم)

سوال نمبر ۱۰۸ : آیت ولایت کے بارے میں اختصار کے ساتھ لکھیں؟

جواب :

آیت ولایت کے شان نزول میں کہا گیا ہے کہ ایک حاجتمند آدمی سائل بن کر مسجد میں داخل ہوا اور لوگوں سے مدد کی درخواست کی لیکن کسی نے بھی اسے کچھ نہیں دیا۔ حضرت علی بن ابی طالبؑ جو رکوع میں تھے انہوں نے اپنی انگلی سے فقیر کی طرف اشارہ کیا تو وہ قریب آیا' حضرت نے اسے اپنی انگوٹھی دکھائی اس نے حضرت علیؑ کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی اور چلا گیا۔ جب یہ خبر رسول کریمؐ تک پہنچی تو انہوں نے خداوند عالم سے دعا کی کہ جس طرح حضرت موسیٰؑ کے لئے وزیر تھا' اسی طرح میرے اہل بیت سے بھی میرا ایک وزیر مقرر فرما دے اس پر سورۂ مائدہ کی آیت ۵۵ اور ۵۶ نازل ہوئیں۔

"انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلواۃ و یوتون الزکواۃ وھم راکعون ومن یتول اللہ و رسولہ والذین امنوا فان حزب اللہ ھم الغالبون"

ترجمہ: (اے ایماندارو!) تمہارے مالک و سرپرست صرف اور صرف (یہی) ہیں۔ خدا اور اس کا رسولؐ اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہیں اور حالت رکوع میں زکواۃ دیتے ہیں۔ اور جس شخص نے خدا اور رسولؐ اور (ان) ایمانداروں کو اپنا سرپرست بنایا تو وہ (خدا کے لشکر میں آگیا اور) اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خدا کا لشکر ہی کامیاب ہے اور ہمیشہ غالب ہے۔ یہ آیت آیت ولایت کے نام سے مشہور ہے۔

سوال نمبر۱۰۹ : وہ کون سی آیت ہے جس میں خداوند عالم اپنے نبیؐ کو یہ کہہ کر ڈراتا ہے کہ اگر اس کام کو ترک کیا تو گویا تم نے رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں دیا؟

جواب :

وہ سورۂ مائدہ کی آیت ۶۷ ہے کہ جس میں خداوند عالم اپنے نبیؐ کو تہدید کرتا ہے:

"یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ"

اے ہمارے رسولؐ! لوگوں تک وہ چیز پہنچا دو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے اور اگر تو نے یہ کام نہ کیا (اسے لوگوں تک نہ پہنچایا) تو گویا تم نے رسالت کا کوئی کام انجام ہی نہیں دیا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس حکم کی تبلیغ کا موضوع اتنا اہم ہے کہ اگر رسول کریمؐ اس بارے میں کوتاہی کریں تو ان کی رسالت کی بنیاد کا مبداء ٹکڑا ہو جائے۔ دوسرے لفظوں

میں نبی کریمؐ کی رسالت اور اس حکم کی تبلیغ کے موضوع میں بہت ہی اساسی اور بنیادی رابطہ ہے۔ یہ آیت حجتہ الوداع کے موقعہ پر نازل ہوئی اور اس آیت کے نزول کے بعد رسول کریمؐ نے حکم دیا کہ تمام مسلمان غدیر میں جمع ہو جائیں اس کے بعد کہ جب آپؐ نے حضرت علیؑ کا اپنے وصی کی حیثیت سے تعارف کروایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی" (مائدہ / ۳)

یعنی آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمتیں تمام کردیں اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کرلیا۔

غدیر خم کے دن تمام مسلمانوں کے لئے واضح ہوگیا کہ رسول کریمؐ کے اس حکم تبلیغ کا موضوع حضرت علیؑ کو امامت اور ولایت کے مقام پر فائز کرنا تھا۔

سوال نمبر۱۰ : قرآن کے واجب سجدوں کی ادائیگی کے لئے کیا نماز کے سجدوں کے شرائط کا پایا جانا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب :

جس طرح سوال نمبر۲ میں بھی کہا جاچکا ہے کہ قرآن مجید میں چار سورتیں ہیں کہ جن کی ایک ایک آیت ایسی ہے جسے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ وہ سورتیں والنجم 'اقراء' الم تنزیل اور حم سجدہ ہیں کہ جسے انسان اگر پڑھ لے یا سن لے تو آیت کے ختم ہونے کے بعد سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور یہ سجدہ فوراً" کرنا چاہئے۔ جب کوئی آدمی سجدہ والی آیت پڑھ رہا ہو تو اگر دوسرا بھی بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور وہ سن رہا ہو تو اسے دو سجدے کرنا چاہئیں لیکن اگر اس کے کانوں میں اتفاقاً" آواز پڑ گئی تو فقط ایک سجدہ کافی ہے۔ قرآن کے واجب سجدہ میں انسان کی جگہ غصبی نہیں ہونی چاہئے اور اس کی پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے زانوؤں اور پاؤں کے انگوٹھوں سے چار انگلیوں سے زیادہ اونچی نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن یہ لازم نہیں ہے کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہو منہ قبلہ کی طرف ہو اور بدن یا پیشانی کی جگہ پاک ہو۔ اسی طرح جو شرائط نمازی کے لباس کے لیے ہیں وہ اس کے لباس کے لئے نہیں ہیں لیکن اگر لباس غصبی ہو اور اس لباس میں سجدہ کرنا تصرف شمار ہوتا ہو تو وہ سجدہ باطل ہے مزید وضاحت کے لئے توضیح المسائل یا عروۃ الوثقیٰ کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر۱۱ : **"وقف بالحرکت"** اور **"وصل بالسکون"** سے کیا مراد ہے؟ بیان

کریں۔

جواب :

یومیہ نمازوں میں ایک واجب حمد اور ایک سورت کا پڑھنا بھی ہے اور نماز میں حمد اور سورت صحیح پڑھنا چاہئے۔ حمد یا سورت کو تلاوت کرتے وقت جب ہم کسی آیت کی انتہا تک پہنچتے ہیں۔ مثال کے طور **مالک یوم الدین ایاک نعبد و ایاک نستعین** دو حالتوں سے باہر نہیں ہے یا تو ہم وہیں رک جائیں گے یا اس کے بغیر کہ ہم کوئی سانس لیں اسی سانس میں دوسری آیت پڑھ لیتے ہیں۔ اگر رک جاتے ہیں تو پھر بھی دو حالتوں سے خارج نہیں ہیں۔ یا تو آخر کو ہم ساکن کریں گے: "**یوم الدین' ایاک نعبد و ایاک نستعین**" نون اور دال کو ساکن بھی کر دیتے ہیں اور رکتے بھی نہیں ہیں اسے کہتے ہیں وصل بالسکون یا یہ کہ اسی سانس میں جو آیت ہم پڑھ رہے ہیں لفظ کے آخری حصہ کے اعراب کی بھی رعایت کرتے ہیں مثال کے طور پر "دین" کے نون کو کسرہ دیتے ہیں۔ "**نعبد**" کے دال کو ضمہ دیتے ہیں اسے کہتے ہیں وصل بالحرکت تلاوت کا صحیح طریقہ وہی پہلا طریقہ ہے جو وقف بالسکون اور یا چوتھا (آخری) یعنی وصل بالحرکت ہے۔ دوسرے دو طریقے قرات اور صحیح پڑھنے کے فن کے لحاظ سے صحیح نہیں ہیں۔

سوال نمبر ۱۱۲ : مجموعی طور پر قرآن مجید کی آیات اور سورتیں کتنی ہیں؟ بیان کریں

جواب :

اگرچہ بعض علماء نے کہا ہے کہ سورۂ انفال اور سورۂ توبہ ایک ہی سورت ہے کہ شاید اس کی وجہ سورۂ توبہ کی "**بسم اللہ** ...." کا نہ ہونا ہے۔ بعض نے سورۂ فیل اور سورۂ قریش کو ایک ہی سورت شمار کیا ہے اور اس کی وجہ شاید موضوع کا ایک ہونا ہے اور کسی حد تک ان دونوں سورتوں کا متن ایک جیسا ہے۔ لیکن جس چیز پر سب علماء کا اتفاق ہے اور سب سے زیادہ تمام مسلمانوں میں شہرت رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی ایک سو چودہ (۱۱۴) سورتیں ہیں۔ پس اگر کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ ایک سو تیرہ سورتیں یا ایک سو بارہ سورتیں ہیں تو اس سے غرض سورۂ انفال اور توبہ کا ایک سورت شمار کرنا اور فیل اور قریش کا بھی ایک سورت ہونا ہے۔ البتہ یہ بات ذہن میں رہے کہ ایک قول یہ بھی ہے کہ الضحیٰ اور الم نشرح ایک سورت ہیں اس آخری قول کی بنا پر انفال اور توبہ ہر ایک علیحدہ سورتیں ہوں گی۔ یہاں ہم

قرآن مجید کی سورتوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ فاتحہ ۲۔ بقرہ ۳۔ آل عمران ۴۔ نساء ۵۔ مائدہ ۶۔ انعام ۷۔ اعراف ۸۔ انفال ۹۔ توبہ ۱۰۔ یونس ۱۱۔ ھودؑ ۱۲۔ یوسفؑ ۱۳۔ رعد ۱۴۔ ابراہیمؑ ۱۵۔ حجر ۱۶۔ نحل ۱۷۔ اسراء ۱۸۔ کہف ۱۹۔ مریمؑ ۲۰۔ طہ ۲۱۔ انبیاءؑ ۲۲۔ حج ۲۳۔ مومنون ۲۴۔ نور ۲۵۔ فرقان ۲۶۔ شعراء ۲۷۔ نمل ۲۸۔ قصص ۲۹۔ عنکبوت ۳۰۔ روم ۳۱۔ لقمان ۳۲۔ حم سجدہ تنزیل ۳۳۔ احزاب ۳۴۔ سبا ۳۵۔ فاطر ۳۶۔ یٰس ۳۷۔ صافات ۳۸۔ ص ۳۹۔ زمر ۴۰۔ مومن ۴۱۔ فصلت (سجدہ) ۴۲۔ شوریٰ ۴۳۔ زخرف ۴۴۔ دخان ۴۵۔ جاثیہ ۴۶۔ احقاف ۴۷۔ محمدؐ ۴۸۔ فتح ۴۹۔ حجرات ۵۰۔ ق ۵۱۔ ذاریات ۵۲۔ طور ۵۳۔ نجم ۵۴۔ قمر ۵۵۔ رحمن ۵۶۔ واقعہ ۵۷۔ حدید ۵۸۔ مجادلہ ۵۹۔ حشر ۶۰۔ ممتحنہ ۶۱۔ صف ۶۲۔ جمعہ ۶۳۔ منافقون ۶۴۔ تغابن ۶۵۔ طلاق ۶۶۔ تحریم ۶۷۔ ملک ۶۸۔ قلم ۶۹۔ حاقہ ۷۰۔ معارج ۷۱۔ نوحؑ ۷۲۔ جن ۷۳۔ مزمل ۷۴۔ مدثر ۷۵۔ قیامت ۷۶۔ دہر ۷۷۔ مرسلات ۷۸۔ نباء ۷۹۔ نازعات ۸۰۔ عبس ۸۱۔ تکویر ۸۲۔ انفطار ۸۳۔ مطففین ۸۴۔ انشقاق ۸۵۔ بروج ۸۶۔ طارق ۸۷۔ اعلیٰ ۸۸۔ غاشیہ ۸۹۔ فجر ۹۰۔ بلد ۹۱۔ شمس ۹۲۔ لیل ۹۳۔ ضحیٰ ۹۴۔ انشراح ۹۵۔ والتین ۹۶۔ علق ۹۷۔ قدر ۹۸۔ بینہ ۹۹۔ زلزال ۱۰۰۔ عادیات ۱۰۱۔ قارعہ ۱۰۲۔ تکاثر ۱۰۳۔ عصر ۱۰۴۔ ہمزہ ۱۰۵۔ فیل ۱۰۶۔ قریش ۱۰۷۔ ماعون ۱۰۸۔ کوثر ۱۰۹۔ کافرون ۱۱۰۔ نصر ۱۱۱۔ لہب ۱۱۲۔ اخلاص ۱۱۳۔ فلق ۱۱۴۔ ناس

قرآنی آیات کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے ہم تمام اقوال ذکر کئے دیتے ہیں۔

۱۔ ۶۰۰۰ آیات ۲۔ ۶۲۰۴ آیات ۳۔ ۶۲۱۴ آیات ۴۔ ۶۲۱۸ آیات ۵۔ ۶۲۱۹ آیات ۶۔ ۶۲۲۰ آیات ۷۔ ۶۲۲۵ آیات ۸۔ ۶۲۳۶ آیات ۹۔ ۶۶۶۶ آیات۔

اس ضمن میں ہم یہ بھی بتادیں کہ قرآن مجید کے کلمات کے بارے میں بھی تین اقوال ہیں

۱۔ ۷۷۷۰۱ کلمات ۲۔ ۷۷۴۳۹ کلمات ۳۔ ۷۹۲۷۰ کلمات

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کی ۱۲۰ حزب (تقریباً ۵۵۶ رکوع) اور ۳۰ پارے ہیں۔

سوال نمبر ۱۱۳ : ایمان والوں کے دل میں خدا کی یاد کیا اثر کرتی ہے؟ بیان کریں

جواب :

ہماری دینی تہذیب میں دو چیزوں کی یاد بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ ایک مبداء کی یاد اور

ایک معاد کی یاد دوسرے لفظوں میں ایک خدا کی یاد اور دوسری قیامت کی یاد۔ آیات اور روایات میں مختلف طریقوں سے ان دو اہم چیزوں کی طرف اشارہ ہوا ہے۔ اس کی وجہ بھی واضح ہے کہ:

خدا کی یاد انسان کو تنہائی کی وحشت سے باہر نکالتی ہے اور اسے سکون اور آرام پہنچاتی ہے۔

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب" (۴۳)

آرام اور سکون کے علاوہ خدا کی یاد اہل ایمان کے دلوں میں وجد اور سرور کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔ **"واذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم"** (۴۴)

دوسرے یہ کہ اگر انسان کو یہ احساس ہو جائے کہ اس کی زندگی ایسی ہی ہے کہ وہ آہستہ آہستہ ربوبیت اور خدائی کا دعوی کرنے لگے گا کیونکہ ہر کسی کے باطن میں نفسانی خدا چھپا ہوا ہے۔ پس موت اور معاد کی یاد اسے اس بات پر مجبور کرتی ہے کہ وہ خدائی کا دعوی کرنے سے دور رہے اور ہمیشہ محتاجی کا احساس رکھے دوسرے لفظوں میں موت کی یاد انسان کو غرور اور تکبر سے باز رکھتی ہے۔

سوال نمبر ۱۱۴ : کم از کم دو ایسی قرآنی دعائیں لکھیں جو **"ربنا"** سے شروع ہوتی ہیں۔

جواب :

قرآن مجید کی متعدد آیات دعا اور نیاز طلبی کی زبان میں ہیں کہ جن میں سے بعض **"ربنا"** کے لفظ سے شروع ہوتی ہیں جو ہمارا مطلوبہ سوال ہے اور وہ دعائیہ آیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ **"ربنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الاخرة حسنة و قنا عذاب النار"** (بقرہ / ۲۰۱) اے ہمارے رب ہمیں دنیا اور آخرت میں بہتری عطا کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا

۲۔ **"ربنا افرغ علینا صبرا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین"** (بقرہ / ۲۵۰)

اے ہمارے رب ہمیں وافر صبر عطا فرما ثابت قدم رکھ اور کافروں پر فتح عنایت فرمایا!

۳۔ **"ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا و ھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب"** (آل عمران / ۸)

اے ہمارے رب ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد ڈانواں ڈول نہ ہونے دے اور اپنی بارگاہ سے ہمیں رحمت عطا فرما! بے شک تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔

۴۔ **"ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملته علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکفرین** (بقرہ/۲۸۶)

اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا غلطی کریں تو ہماری گرفت نہ کر۔ اے ہمارے رب ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال جیسا بوجھ ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو' ہمارے قصوروں سے درگزر فرما! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم پر رحم فرما! تو ہی ہمارا مالک ہے پس کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد کر۔

۵۔ **ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشھدین"** (آل عمران/۵۳)

اے ہمارے رب! جو کچھ تو نے نازل کیا ہم اس پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسولؐ کی پیروی اختیار کی پس تو ہمیں اپنے رسول کے گواہوں میں لکھ دے۔

۶۔ **"ربنا امنا فاغفر لنا ذنوبنا وقنا عذاب النار"** (آل عمران/۱۶)

اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے ہیں پس ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہمیں دوزخ کی آگ سے نجات دے

۷۔ **"ربنا اغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فی امرنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکفرین"** (آل عمران/۱۴۷)

اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو معاف کر' ہماری زیادتیاں بخش دے' ہمیں ثابت قدم رکھ اور کافروں کے مقابلہ میں ہماری نصرت فرما۔

۸۔ **"ربنا اننا سمعنا منا دیا ینادی للایمان ان امنوا بربکم فامنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا و کفر عنا سیاتنا و توفنا مع الابرار"** (آل عمران/۱۹۳)

اے ہمارے رب! ہم نے ایک آواز لگانے والے (نبیؐ) کو سنا کہ وہ ایمان کے واسطے یوں پکار رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ! تو ہم ایمان لائے پس اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے' ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے اور ہمیں نیک لوگوں کے

ساتھ (دنیا سے) اٹھا۔

۹۔ **"ربنا و اتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیمة انک لا تخلف المیعاد"** (آل عمران / ۱۹۴)

اے ہمارے رب! تو نے اپنے رسولوں کی معرفت جس چیز کا ہم سے وعدہ کیا ہے وہ ہمیں عطا کر، ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر کہ تو وعدہ خلافی کرتا ہی نہیں۔

۱۰۔ **"ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین** (اعراف / ۲۳)

اے ہمارے رب! ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں معاف نہ فرمائے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور گھاٹے ہی گھاٹے میں رہیں گے۔

۱۱۔ **"ربنا افرغ علینا صبرا و توفنا مسلمین"** (اعراف / ۱۲۶)

اے ہمارے رب! ہم پر صبر (کی بارش) برسا اور ہمیں اپنی فرمانبرداری کی حالت میں اٹھا لے۔

۱۲۔ **"ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین و نجنا برحمتک من القوم الکفرین"** (یونس / ۸۵۔۸۶)

اے ہمارے رب! تو ہمیں ظالم لوگوں کا (ذریعہ) امتحان نہ بنا اور اپنی رحمت سے ہمیں کافر لوگوں (کے پنجے) سے نجات دے۔

اسی طرح سورۂ نساء / ۷۵۔ آل عمران / ۱۹۱۔ اعراف / ۴۷، ۸۹۔ کہف / ۱۰۔ فرقان / ۶۵۔ ۷۴۔ حشر / ۱۰۔ اور سورۂ ممتحنہ کی آیت ۵ میں بھی ایسی ہی دعائیں مذکور ہیں۔

وہ کتابیں جن سے کتاب ہذا کی ترتیب و تدوین میں استفادہ کیا گیا۔

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف یا مولف	زبان
۱۔	تفسیر آلاء الرحمن	سید محمد جواد بلاغی	عربی
۲۔	احکام قرآن	ڈاکٹر محمد خزائلی	فارسی
۳۔	البیان	ابو برکات انباری	عربی
۴۔	پژوہشی پیرامون آخرین کتاب الہی	ڈاکٹر رجب علی مظلومی	فارسی
۵۔	البیان	سید ابو القاسم خوئی قدس سرہ	عربی
۶۔	التحقیق فی کلمات القرآن	حسن مصطفوی	عربی

۷۔	تفسیر صافی	علامہ محسن فیض کاشانی	عربی
۸۔	تفسیر کبیر	فخرالدین رازی	عربی
۹۔	تفسیر نور الثقلین	عروسی حویزی	عربی
۱۰۔	توضیح المسائل	مراجع کرام	فارسی
۱۱۔	تفسیر نمونہ	جماعت علماء زیر نظر مکارم شیرازی	فارسی
۱۲۔	دائرۃ الفرائد	ڈاکٹر محمد محقق	فارسی
۱۳۔	الاتقان (دائرۃ المعارف قرآن)	جلال الدین سیوطی	عربی
۱۴۔	زبدۃ البیان	مقدس اردبیلی	عربی
۱۵۔	سیرت نبوی	ابن ہشام	عربی
۱۶۔	طبقات آیات	خلیل صبری	فارسی
۱۷۔	فہرست نامہ قرآن	محمود رامیار	عربی / فارسی
۱۸۔	فی ظلال القرآن	سید قطب	عربی
۱۹۔	قاموس قرآن	سید علی اکبر قریشی	فارسی
۲۰۔	قصص الانبیاء	حسین عماد زادہ	فارسی
۲۱۔	قصص قرآن	سید صدر الدین بلاغی	فارسی
۲۲۔	کافی	محمد بن یعقوب کلینی	عربی
۲۳۔	الکشاف	جار اللہ زمخشری	عربی
۲۴۔	کنز العرفان	جمال الدین مقداد بن عبد اللہ سیوری	عربی
۲۵۔	کیہان اندیشہ	قرآن مجید کا مخصوص ایڈیشن	فارسی
۲۶۔	مجمع البحرین	طریحی	عربی
۲۷۔	مجمع البیان فی تفسیر القرآن	فضل بن حسن طبرسی	عربی
۲۸۔	معارف قرآن	مصباح یزدی	عربی
۲۹۔	معانی القرآن	فراء	عربی
۳۰۔	معجم مفردات الفاظ قرآن	راغب اصفہانی	عربی
۳۱۔	المعجم المفہرس	محمد فواد عبد الباقی	عربی
۳۲۔	المغازی	واقدی	عربی

۴۳۔ المیزان علامہ سید محمد حسین طباطبائی عربی

۴۴۔ اور بہت سی دوسری کتابیں

حسن جمشیدی

بہار ۱۳۷۳ ہجری شمسی

کتاب ہذا کا ترجمہ ۲۱ شوال ۱۴۱۷ھ مطابق یکم مارچ ۱۹۹۷ء بروز ہفتہ بوقت ایک بج کر پچپن منٹ بمقام جامعہ امام جعفر صادق علیہ السلام راجن پور اختتام پذیر ہوا۔ اس مبارک کام میں میرے فرزند عزیز محمد تقی فاضل سلمہ محصل حوزہ علمیہ قم نے میرے ساتھ کافی معاونت کی ہے' خداوند عالم موصوف کی توفیقات میں اضافہ فرمائے' انہیں اپنی حفظ و امان میں رکھے' ترجمہ ہذا کو شرف قبول عطا فرمائے اور قارئین محترم کو اس سے بھرپور استفادہ کا موقع عنایت فرمائے۔ آمین بحق محمد و آلہ الطاہرین۔ وانا الاحقر محمد علی فاضل

حواشی

۱۔ اعراف / ۱۸۰۔ حشر / ۲۴
۲۔ کافی جلد ۲ ص ۶۳۸ حدیث ۶ باب "النوادر من کتاب فضل القرآن"
۳۔ جیسے "کنز العرفان فی فقہ القرآن" تالیف فاضل مقدادؒ اور کتاب "زبدۃ البیان فی احکام القرآن" تالیف مقدس اردبیلیؒ
۴۔ ملاحظہ ہو کتاب "پژوہشی پیرامون آخرین کتاب الٰہی" جلد ۲ از ڈاکٹر رجب علی مظلومی۔ مطبوعہ آفاق ص ۸۵ تا ص ۱۱۰
۵۔ ملاحظہ ہو توضیح المسائل احکام حیض
۶۔ اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ اگر ہم حروف مقطعہ کو ایک آیت سمجھیں تو سب سے چھوٹی وہی آیات مقطعات ہیں۔ مثلاً "ق" "ن" "ص" وغیرہ۔ لیکن اگر مذکورہ سوال سے یہ غرض ہو کہ جس کے پڑھنے یا سننے والے کو اس کے معنی اور مفہوم سے آشنائی حاصل ہو تو پھر مندرجہ بالا آیت ہی مراد ہے۔
۷۔ انعام / ۵۹
۸۔ نور / ۶۱
۹۔ قصص / ۷۶
۱۰۔ زمر / ۶۲ و ۶۳
۱۱۔ شوریٰ / ۲
۱۲۔ علق / ۸
۱۳۔ مائدہ / ۱۰۵
۱۴۔ بقرہ / ۲۳۵
۱۵۔ آل عمران / ۱۰۳
۱۶۔ انعام / ۲۲
۱۷۔ طارق / ۹
۱۸۔ عبس / ۳۴

۱۹۔ تغابن/۹

۲۰۔ تغابن/۹

۲۱۔ غافر/۲۷

۲۲۔ زلزال/۴

۲۳۔ مراد یہ ہے کہ جس عورت کی پہلے سے بیٹی ہو اور پھر کسی شخص نے اس سے عقد کر لیا تو اس کے لئے اس عورت کی بیٹی سے نکاح کرنا حرام ہے۔ جبکہ وہ اس عورت سے ہمبستری کر چکا ہو اس کے لئے ملاحظہ سورہ بقرہ کی آیات ۲۲ تا ۲۴۔ مترجم)

۲۴۔ سورہ نساء/۲۳

۲۵۔ سورۂ یوسف/۱۱۱

۲۶۔ حشر/۶و۷

۲۷۔ نحل/۶۴

۲۸۔ آل عمران/۷

۲۹۔ تفسیر المیزان جلد ۱۹ ص ۳۴۸ ص ۳۴۹

۳۰۔ حدید/۱۰

۳۱۔ توبہ/۳۴

۳۲۔ آل عمران/۹۲

۳۳۔ اعراف/۹۶

۳۴۔ ملاحظہ ہو رسالہ "زائر" شمارہ ۱۰
سیر و سیاحت کے بارے میں آقائی جمشیدی کا مقالہ

۳۵۔ یعنی خدا کے نزدیک تم میں سے زیادہ معزز وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (حجرات/۱۳)

۳۶۔ سورۂ یوسف/۷۴، ۷۵

۳۷۔ یوسف/۷۶

۳۸۔ واعراف/۱۳۳

۳۹۔ و

۳۰ـ و

۳۱ـ و

۳۲ـ و

۳۳ـ رعد/۳۸

۳۴ـ انفال/۲

مطبوعات مصباح القرآن ٹرسٹ

انوار القرآن (سادہ)	ترجمہ وحواشی علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ	400/- روپے
انوار القرآن (آرٹ پیپرز)	ترجمہ وحواشی علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ	750/- روپے
انوار القرآن (جہیز ایڈیشن)	ترجمہ وحواشی علامہ ذیشان حیدر جوادیؒ	850/- روپے
قرآن پاک (ایک جلدی)	ترجمہ علامہ سید علی نقی النقویؒ	300/- روپے
قرآن پاک (5 جلدی)	ترجمہ علامہ سید علی نقی النقویؒ	450/- روپے
قرآن پاک (10 جلدی)	ترجمہ علامہ سید علی نقی النقویؒ	500/- روپے
قرآن الحکیم	ترجمہ وحواشی مولانا نازیرک حسین نقویؒ	350/- روپے
قرآن پاک (سادہ)	ترجمہ وحواشی علامہ سید علی نقی النقویؒ	350/- روپے
قرآن پاک (آرٹ پیپر)	ترجمہ وحواشی علامہ سید علی نقی النقویؒ	600/- روپے
قرآن پاک (جہیز ایڈیشن)	ترجمہ وحواشی علامہ سید علی نقی النقویؒ	700/- روپے
قرآن الحکیم گولڈن		400/- روپے
قرآن الکریم (سادہ)	ترجمہ وحواشی علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	300/- روپے
قرآن الکریم (آرٹ پیپرز)	ترجمہ وحواشی علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	500/- روپے
قرآن الکریم (جہیز ایڈیشن)	ترجمہ وحواشی علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	600/- روپے
قرآن پاک مترجم	از مولانا فرمان علیؒ	
تفسیر نمونہ جدید (15 جلدیں)	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	200/- روپے فی جلد
تفسیر موضوعی (10 جلدیں)	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	150/- روپے فی جلد
تفسیر فصل الخطاب (7 جلدیں)	علامہ سید علی نقی النقویؒ	200/- روپے فی جلد
تفسیر پیام قرآن (6 جلدیں)	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	150/- روپے فی جلد
تفسیر میزان الحکمت (5 جلدیں)	مولانا محمد ری شہری	300/- روپے فی جلد
ولایت فقیہ (2 جلدیں)	علامہ سید صفدر حسین نجفیؒ	200/- روپے فی جلد
معاد (2 جلدیں)	علامہ تقی فلسفی	150/- روپے فی جلد